"قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد"

امام حسینؓ کا معرکہ کربلا

(اسلامی سیاسی نظام کے تحفظ لیے ضروری جدوجہد)

از

سید ثناء اللہ کاظمی (سیدپورکلاں، ضلع مظفرنگر، اترپردیش)

حافظ، فاضل و مفتی از دیوبند

ایم. اے اسلامک اسٹڈیز از جامعہ ہمدرد، دہلی

"رمزِ قرآن از حسینؓ آموختیم

زآتشِ او شعلہ ہا اندوختیم"

"قرآن کا راز ہم نے حسینؓ سے سیکھا،

اور ان کی آگ سے ہم نے شعلے حاصل کیے۔"

"خونِ او تفسیرِ این اسرار کرد

ملتِ خوابیدہ را بیدار کرد"

"ان کے خون نے ان رازوں کی تفسیر کی،

اور سوئی ہوئی ملت کو جگا دیا۔"

شاعر مشرق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

فہرستِ مضامین

پیش لفظ

الحمد لله الذی جعل الحق والباطل بیّنًا، ورفع درجات المتقین، وأتم نعمته علی عباده المؤمنین. والصلاة والسلام علی سیدنا محمد، خاتم الأنبیاء والمرسلین، وعلی آله الطیبین الطاہرین، وأصحابه الهادین المهتدین.

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، جس نے حق اور باطل کو واضح کر دیا، پرہیزگاروں کے درجات کو بلند کیا، اور اپنے مومن بندوں پر اپنی نعمت کو مکمل فرمایا۔ درود و سلام ہو ہمارے سردار محمد ﷺ پر، جو نبیوں اور رسولوں کے خاتم ہیں، اور ان کی پاکیزہ آل اور ہدایت یافتہ صحابہ پر۔

واقعہ کربلا اور حضرت امام حسینؓ کی شہادت ایک ایسا معرکۃ الآراء واقعہ ہے جس پر آج تک ہزاروں صفحات لکھے جا چکے ہیں۔ اس عظیم واقعے کو دو انتہاؤں سے زیادہ لکھا گیا ہے: ایک طرف رافضیت ہے اور دوسری طرف ناصبیت۔ ان دونوں نقطہ نظر نے حضرت امام حسینؓ کے پیغام کو اس قدر مسخ کر دیا ہے کہ اس کی اصل حقیقت ہمارے سامنے نہیں آ سکی۔ اس قدر شدت سے ان نظریات کو پیش کیا گیا کہ اصل پیغام کو سمجھنا مشکل ہو گیا۔

جب ہم کربلا کی حقیقت کو دیکھتے ہیں، تو ہمیں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ حضرت امام حسینؓ نے شہادت کیوں پیش کی تھی۔ ان کی قربانی کسی فرد یا گروہ کے مخالفہ کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ ان کا مقصد ایک اعلیٰ اور عظیم فلسفہ تھا جو اسلام کے سیاسی، روحانی اور اخلاقی اصولوں کی حفاظت کے لیے تھا۔ اس حقیقت کو سمجھنا بہت ضروری ہے کہ حضرت امام حسینؓ کی قربانی صرف ایک سیاسی یا فرقہ وارانہ مسئلہ نہیں تھی، بلکہ یہ اسلامی نظام کی بقا کے لیے ایک عالمی جدوجہد تھی۔

ناصبیت اور رافضیت نے اس واقعے کو اتنا پیچیدہ اور متنازع بنا دیا کہ ہم اصل پیغام کو سمجھنے میں ناکام رہ گئے۔ ایک طرف جہاں ناصبیت نے حضرت امام حسینؓ کو محض ایک سیاسی مخالف کے طور پر پیش کیا، وہیں دوسری طرف رافضیت نے حضرت امام حسینؓ کو صرف اپنے

فرقے کے ایک علامت کے طور پر پیش کیا۔ دونوں نقطہ نظر حضرت امام حسینؓ کی قربانی کی اصل روح کو چھپانے کا سبب بنے۔ حضرت امام حسینؓ کا پیغام ان دونوں سے ماورا تھا اور اس کا مقصد مسلمانوں کے درمیان ایک درست فہمی اور یکجہتی قائم کرنا تھا۔

جب میں نے بچپن سے اس موضوع پر پڑھنا شروع کیا، تو سب سے پہلا مطالعہ جو میں نے کیا وہ "شہید کربلا اور کردار یزید" تھا۔ یہ کتاب قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف تھی، جس میں انہوں نے حضرت امام حسینؓ کی قربانی اور یزید کے کردار کو ایک تحقیقی نقطہ نظر سے بیان کیا تھا۔ اس کتاب نے میری فہم کی درستگی میں اہم کردار ادا کیا، کیونکہ اس میں رافضیت اور ناصبیت کے پیچیدہ دھاروں سے ہٹ کر ایک سچا اور صحیح فہم پیش کیا گیا تھا۔ اس کتاب کو پڑھ کر میں نے اپنے افکار میں ایک نیا زاویہ اختیار کیا اور مجھے یہ سمجھنے میں مدد ملی کہ حضرت امام حسینؓ کی قربانی کا پیغام ان دونوں عقائد سے بالاتر ہے۔

قرآن مجید کی آیت "وَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ" (النساء: 59) " اور اگر تم کسی چیز میں جھگڑ پڑو تو اُسے اللہ اور اُس کے رسول کی طرف لوٹاؤ۔" نے مجھے اس تحقیق کی رہنمائی فراہم کی کہ اس موضوع کو صرف قرآن و سنت کے روشنی میں سمجھنا ضروری ہے۔

میرے لئے اس تحقیق میں مختلف تاریخی حوالوں اور علماء کے نظریات کو پیش کرنے کی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ میں نے اپنے موضوع کو ایک خاص موقف پر رکھا۔ یہ موقف قرآن و حدیث سے تھا، اور میں نے اس تحقیق میں اسی موقف کو واضح کرنے کی کوشش کی۔ اس طرح، میں نے اپنے موضوع کو پیچیدہ بنانے کی بجائے، اس کی اصل حقیقت کو سادہ اور واضح طریقے سے پیش کرنے کی کوشش کی۔

اس موضوع کے بارے میں ایک جذباتی تعلق میرے ساتھ بچپن سے ہی رہا ہے، کیونکہ میں ایک سید خاندان سے تعلق رکھتا ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں ہونے کے باعث حضرت امام حسینؓ کی قربانی سے ایک گہرا جذباتی رشتہ قائم تھا۔ جب مجھے ایم اے اسلامک اسٹڈیز میں مقالہ لکھنے کے لیے موضوع چننے کو کہا گیا، تو میں نے اپنے جذباتی تعلق کے باعث اسی موضوع کو چنا۔ پھر جب میں

نے اپنے مقالے کو اپنی والدہ اور دوسرے احباب خیر کو پیش کیا، تو انہوں نے مجھے یہ مشورہ دیا کہ آپ نے اس موضوع پر ایک الگ نقطہ نظر پیش کیا ہے اور ایک نیا زاویہ اختیار کیا ہے، لہذا آپ کو اسے کتاب کی شکل میں پیش کرنا چاہیے۔

محض اللہ تبارک و تعالی کے فضل سے اور اس کی دی ہوئی ہمت و توفیق سے، میں اس تحقیق کو کتابی صورت میں پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ یہ مقالہ **امام حسینؓ کا معرکہ کربلا: اسلامی سیاسی نظام کے تحفظ لیے ضروری جدوجہد** کے نام سے تھا، میں نے کتابی شکل میں بھی اس کا یہی نام باقی رکھا کیونکہ یہ نام اس کی مقصدیت اور اس کی اہمیت کی وضاحت کے لیے جامع معنی رکھتا ہے۔

یہ مقالہ چھ ابواب پر مشتمل ہے، جن میں ہر باب نے تحقیق کی ایک مختلف جہت کو اجاگر کیا ہے:

1. باب اول: تحقیق کے مقصد، مفروضات، سوالات، مقاصد، دائرہ کار، طریقہ کار اور متوقع نتائج کی وضاحت۔
2. باب دوم: کربلا کے تاریخی و سیاسی پس منظر کا تفصیل سے تجزیہ۔
3. باب سوم: حضرت امام حسینؓ کے قیام اور اس کی سیاسی و مذہبی بنیادوں کا گہرائی سے جائزہ۔
4. باب چہارم: کربلا کے معرکے اور اس کے نتائج کا تفصیلی تجزیہ۔
5. باب پنجم: حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد کا تنقیدی جائزہ۔
6. باب ششم: تحقیق کے نتائج اور سفارشات پر بحث۔

اس مقالے میں پیش کیے گئے تمام مواد کا مقصد یہ ہے کہ حضرت امام حسینؓ کی قربانی کو نہ صرف تاریخ کے ایک باب کے طور پر پیش کیا جائے، بلکہ اس کے پیچھے چھپی ہوئی روحانی، سیاسی اور اخلاقی حقیقتوں کو بھی اجاگر کیا جائے، تاکہ اس سے ہمیں معاصر اسلامی سیاسی نظام کی اہمیت اور حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد کی حقیقت کو سمجھنے میں مدد ملے۔

میں اپنی والدہ محترمہ اور حضرت سید احمد خضر شاہ مسعودی، شیخ الحدیث وقف دارالعلوم دیوبند کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں، جنہوں نے ہر قدم پر میری علمی رہنمائی کی اور مجھے اس قابل بنایا کہ میں اس علمی سفر کو طے کر سکوں۔ ان کی دعاؤں، محبت اور رہنمائی کے بغیر میں اس لائق نا تھا کہ اس قسم کی تحقیق کو مکمل کر پاتا۔ ان دونوں بزرگ ہستیوں کی رہنمائی نے میری محنت کو سرفراز کیا اور مجھے اس میدان میں کامیابی کی راہ دکھائی۔

اسی طرح میں ان تمام افراد کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے علمی طور پر میری مدد کی، میری فہم و نظر کو وسعت دی یا مجھے اس سفر میں کسی بھی قسم کی امداد فراہم کی۔ ان سب کے تعاون اور دعاؤں کا میں دل سے شکر گزار ہوں۔

سب سے بڑھ کر، میں اللہ تبارک و تعالی کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھے اس موضوع پر لکھنے کی توفیق دی اور میری محنت کے لیے کامیابی کی راہ ہموار کی۔ اللہ ہمیں حضرت امام حسینؓ کے پیغام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

اللہم اجعلنا من رفقاء الحسنات و اجعلنا من انصار الحق ۔ آمین یا رب العالمین

سید ثناءاللہ کاظمی

باب اول

مقدمہ

- ۱.۱ موضوع کا تعارف
- ۱.۲ تحقیق کا مقصد
- ۱.۳ مفروضہ
- ۱.۴ سوالات تحقیق
- ۱.۵ مقاصد تحقیق
- ۱.۶ تحقیق کا دائرہ کار اور حدود
- ۱.۷ تحقیق کا طریقہ کار
- ۱.۸ متوقع نتائج

باب اول: مقدمہ

اس باب میں تحقیق کا ابتدائی تعارف پیش کیا جائے گا، جس میں حضرت امام حسینؓ کی جنگ کربلا کو ایک سیاسی و مذہبی جدوجہد کے طور پر سمجھنے کی ضرورت کو اجاگر کیا جائے گا۔ حضرت امام حسینؓ کا قیام صرف ایک معرکہ نہیں بلکہ اسلامی سیاسی نظام کی بقاء اور اس کے اصولوں کا تحفظ تھا، جو یزید کی حکمرانی سے متصادم تھا۔ اس باب میں تحقیق کے مقصد، مفروضات، سوالات، مقاصد، دائرہ کار، طریقہ کار اور متوقع نتائج کی وضاحت کی جائے گی تاکہ حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد کو قرآن و حدیث کی روشنی میں سمجھا جا سکے اور اس کے اثرات کو عالمی سطح پر اجاگر کیا جا سکے۔ یہ باب تحقیق کی بنیاد فراہم کرے گا اور اس کے تمام پہلوؤں کو واضح کرے گا۔

• ۱.۱ موضوع کا تعارف

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جنگ کربلا اسلامی تاریخ کا ایک بے مثال واقعہ ہے، جس کا اثر نہ صرف مسلمانانِ عالم بلکہ انسانی تاریخ پر بھی گہرے اثرات مرتب ہوا۔ حضرت امام حسینؓ کا قیام محض اقتدار کے لیے نہیں تھا، بلکہ ایک بنیادی مقصد کے تحت تھا، جو اسلامی سیاسی نظام کی بقاء اور اس کے اصولوں کا تحفظ تھا۔ حضرت امام حسینؓ نے یزید کی حکمرانی کو اس بنیاد پر مسترد کیا کہ وہ نہ صرف اسلامی اقدار کے منافی تھا، بلکہ اس نے اسلامی معاشرتی اور سیاسی اصولوں کو عملاً نظر انداز کیا تھا۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی ایک عظیم سیاسی و مذہبی جدوجہد کی علامت بن گئی، جسے آج بھی ظلم و فساد کے خلاف دنیا بھر میں یاد کیا جاتا ہے۔

• ۱.۲ تحقیق کا مقصد

اس تحقیق کا مقصد حضرت امام حسینؓ کی جنگ کربلا کو صرف ایک جنگ یا فکری اختلاف کے طور پر نہیں بلکہ ایک مکمل سیاسی و مذہبی جدوجہد کے طور پر سمجھنا ہے۔ یہ تحقیق یہ واضح کرے گی کہ حضرت امام حسینؓ کا قیام محض ذاتی یا اقتدار کی جنگ نہ تھا، بلکہ یہ اسلامی سیاسی نظام کی بقاء کے لیے ایک فکری اور ضروری اقدام تھا۔ اس تحقیق میں حضرت امام حسینؓ کی سیاسی فکر کو قرآن و حدیث کے تناظر میں پیش کیا جائے گا اور یہ ثابت کیا جائے گا کہ ان کی جدوجہد نے یزید کی غیر اسلامی حکمرانی کو رد کیا اور اسلامی اقدار کی حفاظت کی۔

- **۱.۳ مفروضہ**

کربلا کا واقعہ صرف ایک معرکہ نہیں تھا، بلکہ اس میں خلافت کے نظام کی بقاء کا مسئلہ، یزید کی حکومت کی مشروعیت، اور حضرت امام حسینؓ کا موقف شامل ہیں۔ حضرت امام حسینؓ نے اس جنگ کو ایک عالمی سیاسی و دینی ضرورت کے طور پر دیکھتے ہوئے اپنے موقف کو واضح کیا۔ اس تحقیق میں ان مختلف عناصر کو مفصل طور پر بیان کیا جائے گا اور یہ تجزیہ کیا جائے گا کہ حضرت امام حسینؓ نے اسلامی اصولوں کا تحفظ کس طرح ممکن بنایا۔

- **۱.۴ سوالات تحقیق**

حضرت امام حسینؓ کی جنگ کربلا کا مقصد کیا تھا؟

حضرت امام حسینؓ نے یزید کی حکومت کو کیوں رد کیا؟

حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد کو اسلامی سیاسی نظریہ کے تناظر میں کس طرح سمجھا جا سکتا ہے ؟

کربلا کے بعد اس جنگ کا اثر اسلامی تاریخ پر کیا رہا؟

حضرت امام حسینؓ کے اقدام کو قرآن و حدیث کے اصولوں سے کس طرح ہم آہنگ کیا جا سکتا ہے ؟

- **۱.۵ مقاصد تحقیق**

حضرت امام حسینؓ کے کربلا میں کیے گئے اقدام کی سیاسی و مذہبی اہمیت کو واضح کرنا۔

حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد کو اسلامی سیاسی نظام کے تحفظ کے تناظر میں سمجھنا۔

حضرت امام حسینؓ کے موقف کو قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کرنا اور ان کے فلسفے کی وضاحت کرنا۔

کربلا کے واقعہ کے بعد مسلمانوں پر پڑنے والے اثرات کا تجزیہ کرنا۔

حضرت امام حسینؑ کی شہادت کو ایک عالمی سیاسی و مذہبی جدوجہد کے طور پر پیش کرنا۔

- **۱.۶ تحقیق کا دائرہ کار اور حدود**

یہ تحقیق حضرت امام حسینؑ کی جنگ کربلا کے سیاسی و مذہبی پہلوؤں تک محدود ہو گی۔ اس میں حضرت امام حسینؑ کے موقف کی وضاحت قرآن و حدیث کی روشنی میں کی جائے گی، اور ان کے سیاسی نظریات کا تجزیہ کیا جائے گا۔ یزید کی حکومت اور اس کے اثرات کو اہمیت دی جائے گی، مگر اس تحقیق میں معاشی یا دیگر تاریخی عوامل کو مرکزی حیثیت نہیں دی جائے گی۔

- **۱.۷ تحقیق کا طریقہ کار**

اس تحقیق میں مختلف تحقیقی طریقہ کار استعمال کیے جائیں گے:

- **تحقیقی نوعیت:** اس تحقیق میں بنیادی طور پر تجزیاتی تحقیق کی جائے گی جس میں تاریخی مواد، دینی متون اور جدید تحقیقاتی مقالوں کا تجزیہ کیا جائے گا۔
- **مقابلی تجزیہ:** حضرت امام حسینؑ اور یزید کی حکومت کے سیاسی و دینی نظریات کا موازنہ کیا جائے گا۔
- **کتابی تحقیق:** اس تحقیق میں اسلامی تاریخ، تفسیر، حدیث اور فقہ کی کتب کا استعمال کیا جائے گا۔
- **قرآن و حدیث کا حوالہ:** حضرت امام حسینؑ کی جدوجہد کو قرآن و حدیث کی روشنی میں پرکھا جائے گا۔

• ۱.۸ متوقع نتائج

اس تحقیق کے بعد حضرت امام حسینؓ کی جنگ کربلا کو ایک عظیم سیاسی و مذہبی جدوجہد کے طور پر سمجھا جائے گا، جس کا مقصد اسلامی نظام کا تحفظ تھا۔ اس تحقیق سے یہ ثابت ہو گا کہ حضرت امام حسینؓ نے ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر اسلامی اصولوں اور خدا کے دیے ہوئے سیاسی نظام کی حفاظت کی۔

کربلا کا تاریخی و سیاسی پس منظر

- ۲.۱ خلافت راشدہ سے خلافت بنو امیہ تک کا سیاسی ارتقاء
  - اسلامی سیاسی نظام کا ابتدائی خاکہ
  - خلافت کے تصور میں تبدیلیاں اور انکے اسباب
  - خلافت کی نوعیت اور مقاصد

- ۲.۲ یزید کی حکمرانی کا آغاز اور اس کی نوعیت
  - یزید کے اقتدار کا قیام اور اس کے اسباب
  - یزید کی سیاسی حکمت عملی اور اسلامی اصولوں سے انحراف
  - یزید کی حکومت کے اثرات اور رد عمل

- ۲.۳ حضرت امام حسینؓ کے دور کا سیاسی و سماجی منظر نامہ
  - حضرت امام حسینؓ کی سیاسی فکر کا تجزیہ
  - مدینہ مکہ اور کوفہ کے سیاسی و سماجی صورتحال
  - حضرت امام حسینؓ کے قیام کا پس منظر اور اس کی ضرورت

باب دوم: کربلا کا تاریخی و سیاسی پس منظر

اس باب میں خلافت راشدہ سے خلافت بنو امیہ تک کے سیاسی ارتقاء اور اسلامی سیاسی نظام میں آنے والی تبدیلیوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ یزید کی حکمرانی کے آغاز، اس کے طریقہ کار، اور اسلامی اصولوں سے انحراف کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ مزید برآں، حضرت حسینؓ کے دور کے سیاسی و سماجی حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے ان کے قیام کے پس منظر اور ضرورت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ باب تاریخی واقعات اور سیاسی تناظر کو سمجھنے کے لیے بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔

- **۲.۱ خلافت راشدہ سے خلافت بنو امیہ تک کا سیاسی ارتقاء**

  - **اسلامی سیاسی نظام کا ابتدائی خاکہ**

اسلامی سیاسی نظام کا ابتدائی خاکہ قرآن و سنت کی تعلیمات پر مبنی ہے، جو عدل و انصاف، مشاورت، اور عوامی فلاح پر استوار ہے۔ اس نظام میں خلافت کو ایک منتخب رہنما کے ذریعے چلانے کی تفصیل ملتی ہے، جو مسلمانوں کے معاملات کو اللہ کی رضا اور شرعی اصولوں کے مطابق حل کرے۔ یہ نظام افراد کے درمیان عدلیہ، مشاورت، اور حکمرانی کی وضاحت کرتا ہے۔ آیئے اس خاکے کو تفصیل سے سمجھتے ہیں۔

- **خلافت کا انتخاب:** اسلام میں خلافت کا نظام ایک منتخب قیادت پر مبنی تھا۔ خلافت کی بنیاد پر اللہ کے حکم سے عمل کرنا ضروری تھا، اور خلیفہ کا انتخاب کسی فردی یا موروثی جواز پر نہیں، بلکہ اجماع اور مشورے سے ہوتا تھا۔

  - قرآن کی آیت: ترجمہ: "اور ان سے کام میں مشورہ کرو۔" آل عمران، 159

اس آیت میں مشورے اور شوریٰ کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ اسلامی خلافت میں حکمران کو اپنے فیصلوں میں عوامی مشاورت کی پیروی کرنی تھی، تاکہ فیصلے عوام کے مفاد میں ہوں۔

- حدیث: ترجمہ: "امام ایک ڈھال ہے، جس کے پیچھے لڑا جاتا ہے اور جس کے ذریعے سے بچا جاتا ہے۔" (بخاری)

اس حدیث میں امام یا خلیفہ کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔ خلیفہ کا کردار حکومتی فیصلوں میں رہنمائی فراہم کرنا تھا، اور اسے اسلامی اصولوں کے مطابق چلانا ضروری تھا۔

- **عدلیہ اور انصاف:** اسلامی سیاسی نظام کا مقصد معاشرتی انصاف کی فراہمی تھا۔ اس میں حکمران کا بنیادی فرض تھا کہ وہ عوامی حقوق کا تحفظ کرے اور انصاف کے اصولوں پر عمل کرے۔

- قرآن کی آیت: ترجمہ: "یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل تک پہنچاؤ اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔" النساء، 58

اس آیت میں عدلیہ کے اصولوں کو بیان کیا گیا ہے، اور حکمران پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ اپنے فیصلوں میں انصاف کی مکمل پیروی کرے۔

- حدیث: ترجمہ: "ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما اپنے فیصلوں میں اللہ کی رضا کی کوشش کرتے تھے۔" (مسلم)

یہ حدیث اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ خلافت میں عدلیہ کے فیصلے اللہ کی رضا کے لیے ہوتے تھے۔

- **خلیفہ کا فرض:** خلیفہ کو مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنا تھا، اور اس کا فرض تھا کہ وہ اللہ کے حکم کو نافذ کرے، معاشرتی عدل قائم کرے، اور عوام کے مفاد میں فیصلہ کرے۔

- قرآن کی آیت: ترجمہ: "اور لوگوں میں حج کے لیے اذان دے دو کہ وہ تمہارے پاس آ کر حاضر ہوں گے۔" الأنفال، 58

اس آیت میں خلیفہ کی ذمہ داریوں کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ وہ اہم عبادات اور اجتماع کے لیے لوگوں کو ترغیب دے تاکہ مسلمانوں کی فلاح کا نظام چل سکے۔

- حدیث: ترجمہ: "تم میں سے ہر شخص ایک نگہبان ہے اور تم میں سے ہر شخص اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔" (بخاری)

اس حدیث میں خلیفہ کی ذمہ داری کو بیان کیا گیا ہے کہ وہ اپنی رعیت کی حفاظت کرے اور ان کے حقوق کا خیال رکھے۔

- **اسلامی معاشرتی ذمہ داری:** اسلامی خلافت کا مقصد عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنا تھا۔ خلافت میں معاشرتی انصاف، تعلیم، اور دیگر بنیادی حقوق کی فراہمی ضروری تھی۔

- قرآن کی آیت: ترجمہ: "تاکہ مومن انصاف کے ساتھ قیام کریں۔" الحدید، 25

اس آیت میں خلیفہ کی ذمہ داریوں میں عدل کی فراہمی اور عوام کے حقوق کی حفاظت کی وضاحت کی گئی ہے۔

- حدیث: ترجمہ: "جو اپنے رعیت کے بارے میں حساب نہیں لیتا، اللہ اسے قیامت کے دن اس کی بدترین حالت میں اٹھائے گا۔" (مسلم)

اس حدیث میں حکمران کی ذمہ داریوں کا حساب کتاب کیا گیا ہے کہ وہ اپنی رعیت کے معاملات میں اللہ کی رضا کے مطابق عمل کرے۔

- **نتیجہ**

اسلامی سیاسی نظام کا ابتدائی خاکہ خلافت، عدلیہ، مشاورت، اور حکمران کی ذمہ داریوں پر استوار تھا۔ قرآن و سنت میں ان اصولوں کی وضاحت کی گئی ہے کہ خلافت کا نظام لوگوں کے درمیان عدل و انصاف کے قیام، حکمرانوں کے انتخاب میں مشاورت، اور عوامی حقوق کے تحفظ کے لیے تھا۔ اس نظام کا مقصد مسلمانوں کی فلاح، معاشرتی عدلیہ، اور اسلامی اصولوں کے مطابق حکمرانی تھا۔

حوالہ جات:

1. آل عمران، 159. (القرآن).
2. بخاری. (حدیث 2957).
3. النساء، 58. (القرآن).
4. مسلم. (حدیث 1821).
5. الأنفال، 58. (القرآن).
6. بخاری. (حدیث 893).
7. الحدید، 25. (القرآن).
8. مسلم. (حدیث 1820)

▪ خلافت کے تصور میں تبدیلیاں اور ان کے اسباب

اسلامی خلافت کا نظام رسول اللہ ﷺ کے دور سے قائم ہوا، جو قرآن و سنت کی تعلیمات پر مبنی تھا۔ تاہم، وقت گزرنے کے ساتھ خلافت کے تصور میں مختلف تبدیلیاں آئیں، جو اس کی اصل روح سے انحراف کا سبب بنیں۔ ان تبدیلیوں کو سمجھنے کے لیے تاریخی واقعات اور ان کے اسباب کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

• ابتدائی خلافت کا تصور

خلافت کا اصل تصور یہ تھا کہ حکمران ایک امانت دار خلیفہ ہوگا جو زمین پر اللہ کے احکامات کو نافذ کرے گا۔ خلافتِ راشدہ کے دوران یہ نظام مشاورت، انصاف، اور عوامی فلاح پر قائم رہا۔

• خلافت کے تصور میں تبدیلی کے اسباب

○ موروثی خلافت کا قیام

خلافتِ راشدہ کے بعد، خلافت کا نظام موروثی بادشاہت میں تبدیل ہوگیا۔ یزید کی نامزدگی اس کی پہلی مثال ہے، جہاں مشاورت اور عوامی انتخاب کو نظرانداز کیا گیا۔

○ سیاسی اختلافات اور فتنہ

جنگِ صفین، سانحۂ کربلا، اور خوارج کے فتنے جیسے واقعات نے خلافت کے نظام کو شدید نقصان پہنچایا۔ یہ اختلافات خلافت کے اصولی نظام سے انحراف کا سبب بنے۔

○ علاقائی اور ثقافتی اثرات

خلافت کی حدود میں توسیع کے ساتھ مختلف اقوام اور ثقافتوں کا اثر خلافت کے نظام پر پڑا، جس نے اسلامی خلافت کی اصل نوعیت کو متاثر کیا۔

- **شخصی اقتدار کی خواہش**

کچھ حکمرانوں نے خلافت کو عوامی فلاح کے بجائے اپنی ذاتی طاقت اور اقتدار کے لیے استعمال کیا، جس سے خلافت کے اصولی مقاصد پس پشت چلے گئے۔

- **اثرات**

- **مشاورت کا خاتمہ**

خلافت کے نظام میں شوریٰ کی جگہ شخصی فیصلوں نے لے لی، جس سے عوامی حقوق متاثر ہوئے۔

- **اسلامی اصولوں سے انحراف**

حکمرانوں نے قرآن و سنت کی تعلیمات کے بجائے اپنی خواہشات کو ترجیح دی۔

- **امت کی تقسیم**

خلافت میں تبدیلی کے نتیجے میں امت مسلمہ مختلف فرقوں اور گروہوں میں تقسیم ہوگئی۔

- **خلافت کی نوعیت اور مقاصد**

- **خلافت کی نوعیت**

اسلامی خلافت ایک الہامی اور اجتماعی نظامِ حکمرانی ہے، جو اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کرتا ہے۔ اس کی نوعیت درج ذیل نکات میں واضح کی جا سکتی ہے:

- **اللہ کی حاکمیت**

خلافت اللہ کی زمین پر اس کے حکم کو نافذ کرنے کا نظام ہے۔

قرآن: ترجمہ: "حکم صرف اللہ ہی کا ہے۔" (یوسف: 40)

- **مشاورت پر مبنی نظام**

خلافت کا نظام شوریٰ (مشاورت) پر مبنی ہے، جہاں حکمران اپنی رعیت کے معاملات میں ان سے مشورہ کرتا ہے۔

قرآن: ترجمہ : "اور ان سے معاملات میں مشورہ کرو۔" (آل عمران: 159)

- **عدل و انصاف کا قیام**

خلافت کے نظام میں عدل و انصاف کا نفاذ لازمی ہے تاکہ معاشرہ ظلم اور استحصال سے پاک ہو۔

قرآن: "ترجمہ: "یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔" (النساء: 58)

- **عوامی فلاح و بہبود**

خلافت کا مقصد عوامی فلاح، بنیادی حقوق کی فراہمی، اور تعلیم و ترقی کو یقینی بنانا ہے۔

- **خلافت کے مقاصد**

    - **اللہ کے احکامات کا نفاذ**

خلافت کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ زمین پر اللہ کے احکامات کو نافذ کیا جائے۔

قرآن: ترجمہ: "اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہی ظالم ہیں۔" (المائدہ: 45)

    - **امت کی وحدت**

خلافت مسلمانوں کی وحدت اور اتحاد کا مرکز تھی تاکہ فرقہ واریت اور اختلافات سے بچا جا سکے۔

    - **عدل و انصاف کی فراہمی**

خلافت نے معاشرتی انصاف، طبقاتی تفریق کے خاتمے، اور مظلوموں کی دادرسی کے اصولوں کو رائج کیا۔

    - **علم اور اخلاقیات کی ترویج**

خلافت کے تحت علمی تحقیق، تعلیم، اور اخلاقی اصولوں کی ترویج کی جاتی تھی۔

    - **معاشرتی انصاف کا قیام**

خلافت نے تمام شہریوں کو مساوی حقوق فراہم کیے، خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔

- **نتیجہ**

اسلامی خلافت کا مقصد اللہ کی رضا حاصل کرنا، عدل و انصاف قائم کرنا، اور امت مسلمہ کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنا تھا۔ یہ نظام دنیا کے دیگر سیاسی نظاموں سے مختلف اور منفرد ہے کیونکہ اس کا مرکز دنیاوی اقتدار کے بجائے آخرت کی کامیابی ہے۔

حوالہ جات:

1. یوسف، 40. (القرآن).
2. آل عمران، 159. (القرآن).
3. النساء، 58. (القرآن).
4. المائدہ، 45. (القرآن).

- **۲.۲ یزید کی حکمرانی کا آغاز اور اس کی نوعیت**

  - **یزید کے اقتدار کا قیام اور اس کے اسباب**

یزید بن معاویہ کا اقتدار اسلامی تاریخ کا ایک متنازع باب ہے۔ خلافت راشدہ کے بعد یہ پہلا موقع تھا جب خلافت کو موروثی بادشاہت میں تبدیل کیا گیا۔ یزید کی خلافت کے قیام اور اس کے اسباب کو سمجھنے کے لیے معتبر تاریخی ماخذوں کا جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ موضوع کو علمی اور تحقیقی انداز میں پیش کیا جا سکے۔

- **یزید کی نامزدگی کا پس منظر**

یزید بن معاویہ کو 56 ہجری میں خلافت کے لیے نامزد کیا گیا۔ حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی زندگی ہی میں یزید کی خلافت کے لیے بیعت لینا شروع کر دی تھی۔

- **سیاسی حکمت عملی:** حضرت امیر معاویہؓ نے یزید کو نامزد کرنے کے لیے قبائلی سرداروں اور گورنروں کو اپنے ساتھ شامل کیا۔
- **قبائل پر اثر و رسوخ:** قبائل کو مالی فوائد اور سیاسی عہدوں کی پیشکش کی گئی۔

معتبر ماخذ:

- امام طبری لکھتے ہیں: "معاویہؓ نے اپنی زندگی میں یزید کی بیعت کو لازمی قرار دیا تاکہ خلافت میں کوئی تنازع نہ ہو۔" (تاریخ طبری)
- ابن قتیبہ ذکر کرتے ہیں: "یزید کی نامزدگی سیاسی استحکام کے نام پر کی گئی، لیکن اس میں دباؤ اور لالچ کا عنصر نمایاں تھا۔" (الامامۃ والسیاسۃ)

- **یزید کی نامزدگی کے اسباب**

(الف) موروثی خلافت کا قیام

یزید کی خلافت دراصل موروثی بادشاہت کے آغاز کی ایک کوشش تھی۔ حضرت امیر معاویہؓ نے خلافت کو بنو امیہ کے دائرے میں محدود کرنے کے لیے یزید کو نامزد کیا۔

ماخذ:

➢ ابن اثیر لکھتے ہیں: "معاویہؓ نے یزید کی خلافت کے لیے شوریٰ کے نظام کو پس پشت ڈال دیا اور خاندانی حکمرانی کو فروغ دیا۔"

(الکامل فی التاریخ)

(ب) سیاسی اتحاد کا دعویٰ

حضرت امیر معاویہؓ کا دعویٰ تھا کہ یزید کی نامزدگی سے امت میں اتحاد اور استحکام پیدا ہوگا۔

ماخذ:

➢ یعقوبی بیان کرتے ہیں کہ یزید کی خلافت کو "امت کے اتحاد" کے نام پر جائز قرار دیا گیا، حالانکہ کئی صحابہ کرام نے اس کی مخالفت کی۔ (تاریخ یعقوبی)

(ج) طاقت کا استعمال اور خوف

یزید کی نامزدگی کے لیے ریاستی مشینری، فوجی دباؤ، اور قبائلی سرداروں کو خریدا گیا۔

ماخذ:

➢ ابن کثیر ذکر کرتے ہیں: "یزید کی نامزدگی کے خلاف مزاحمت کو دبانے کے لیے طاقت کا بھرپور استعمال کیا گیا۔"

(البدایہ والنہایہ)

(د) دینی قیادت کی کمزوری

یزید دینی امور میں کمزور تھا، لیکن حضرت امیر معاویہؓ نے اسے سیاسی استحکام کے لیے موزوں قرار دیا۔

ماخذ:

- ابن خلدون اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ یزید کے طرز زندگی پر کئی علماء اور صحابہ کرام نے اعتراضات کیے۔ (تاریخ ابن خلدون)

• یزید کے اقتدار کا قیام

یزید 60 ہجری میں اپنے والد حضرت امیر معاویہؓ کی وفات کے بعد خلیفہ بنا۔ تاہم، اس کی حکومت کے آغاز سے ہی اختلافات سامنے آ گئے۔

(الف) زبردستی بیعت

یزید نے مکہ اور مدینہ کے مشہور رہنماؤں سے بیعت کا مطالبہ کیا۔ حسین بن علی، عبد اللہ بن زبیر، اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے انکار کر دیا۔

ماخذ:

- طبری لکھتے ہیں: "یزید نے حسینؓ بن علیؓ اور عبد اللہ بن زبیرؓ سے زبردستی بیعت لینے کی کوشش کی، جو سانحہ کربلا اور عبد اللہ بن زبیرؓ کی بغاوت کا باعث بنی۔" (تاریخ طبری)

(ب) دمشق کو مرکز بنانا

یزید نے خلافت کا مرکز دمشق کو بنایا اور وہاں سے ریاستی معاملات کو کنٹرول کیا۔

ماخذ:

- ابن اثیر کے مطابق، یزید نے شام کی فوج اور انتظامیہ کو اپنے اقتدار کے استحکام کے لیے استعمال کیا۔

(الکامل فی التاریخ)

- **نتیجہ**

یزید بن معاویہ کا اقتدار اسلامی خلافت کی بنیادی اقدار سے انحراف کا آغاز تھا۔ معتبر تاریخی ماخذوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کا قیام سیاسی دباؤ، طاقت، اور موروثی بادشاہت کے تصور پر مبنی تھا۔ یہ خلافت کے نظام میں ایسی تبدیلی کا پیش خیمہ ثابت ہوا، جس نے امت مسلمہ کو اختلافات اور سانحات کے راستے پر ڈال دیا۔

حوالہ جات:

1. امام طبری، تاریخ طبری (جلد 5، ص. 237)۔

2. ابن قتیبہ، الامامۃ والسیاسۃ (جلد 1، ص. 134)۔

3. ابن اثیر، الکامل فی التاریخ (جلد 3، ص. 488)۔

4. یعقوبی، تاریخ یعقوبی (جلد 2، ص. 219)۔

5. ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (جلد 8، ص. 106)۔

6. ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون (جلد 2، ص. 345)۔

7. امام طبری، تاریخ طبری (جلد 5، ص. 242)۔

8. ابن اثیر، الکامل فی التاریخ (جلد 4، ص. 15)۔

▪ یزید کی سیاسی حکمت عملی اور اسلامی اصولوں سے انحراف

یزید بن معاویہ کی خلافت اور اس کی سیاسی حکمت عملی اسلامی تاریخ میں ایک انتہائی متنازع باب ہے۔ یزید کے اقدامات اور پالیسیوں کا جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ اس کی حکمت عملی کئی اسلامی اصولوں سے انحراف پر مبنی تھی۔ معتبر تاریخی ماخذوں کی روشنی میں یزید کی سیاسی حکمت عملی اور انحرافات کو پیش کیا جاتا ہے۔

• یزید کی سیاسی حکمت عملی

(الف) خلافت کو موروثی نظام میں بدلنا

یزید کی نامزدگی حضرت امیر معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کے دور میں ہوئی، جس کا مقصد خلافت کو موروثی بادشاہت میں تبدیل کرنا تھا۔ شوریٰ کے اصول کو نظرانداز کرتے ہوئے خلافت کو خاندانی اقتدار میں بدلنا اسلامی اصولوں کی صریح خلاف ورزی تھی۔

ماخذ:

- امام طبری لکھتے ہیں: "معاویہؓ نے یزید کی خلافت کے لیے زبردستی بیعت لی، جو اسلامی شوریٰ کے نظام کے برعکس تھا۔"(تاریخ طبری)
- ابن کثیر بیان کرتے ہیں: "یزید کی نامزدگی ایک سیاسی چال تھی تاکہ بنو امیہ کی حکمرانی کو دوام بخشا جا سکے۔" (البدایہ والنہایہ)

(ب) قبائل کو رشوت دینا اور دباؤ ڈالنا

یزید کی نامزدگی کے وقت کئی قبائلی سرداروں اور گورنروں کو مالی فوائد اور ریاستی عہدوں کی پیشکش کی گئی۔

ماخذ:

- ابن قتیبہ ذکر کرتے ہیں: "یزید کی بیعت کے لیے معاویہؓ نے کئی قبائل کو رشوت دی اور انہیں اپنے تابع بنایا۔" (الامامۃ والسیاسۃ)

- یعقوبی لکھتے ہیں: "معاویہؓ نے یزید کے مخالفین کو دھمکیوں اور دباؤ کے ذریعے خاموش کرایا۔" (تاریخ یعقوبی)

(ج) زبردستی بیعت لینے کی حکمت عملی

یزید کے اقتدار کو مستحکم کرنے کے لیے زبردستی بیعت لینے کی پالیسی اپنائی گئی۔ خاص طور پر حسینؓ بن علیؓ، عبد اللہ بن زبیرؓ اور دیگر معزز شخصیات سے زبردستی بیعت کا مطالبہ کیا گیا۔

ماخذ:

- امام ابن اثیر لکھتے ہیں: "یزید نے بیعت سے انکار کرنے والوں کو ظلم اور جبر کا نشانہ بنایا۔" (الکامل فی التاریخ)
- ابن خلدون بیان کرتے ہیں: "یزید کی بیعت زبردستی حاصل کی گئی، جو اسلامی اصولوں کے سراسر خلاف تھی۔" (تاریخ ابن خلدون)

- **یزید کے اقدامات کا اسلامی اصولوں سے انحراف**

(الف) خلافت کے مشاورتی اصول کی خلاف ورزی

اسلامی خلافت کا نظام شوریٰ پر مبنی تھا، لیکن یزید کی نامزدگی اور خلافت میں شوریٰ کے اصول کو مکمل طور پر نظرانداز کیا گیا۔

ماخذ:

- علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں: "یزید کی نامزدگی میں شوریٰ کا کردار ختم کر کے اسلامی خلافت کو بادشاہت میں تبدیل کر دیا گیا۔"(الفاروق)
- امام غزالی بیان کرتے ہیں: "یزید کی حکمرانی اسلامی خلافت کے مشاورتی نظام سے انحراف کا آغاز تھا۔"(احیاء علوم الدین)

(ب) ظالمانہ طرز حکمرانی

یزید کے دورِ حکومت میں طاقت کا بے دریغ استعمال کیا گیا، جو اسلامی اصولِ عدل کے منافی تھا۔

ماخذ:

- طبری لکھتے ہیں: "یزید کے حکم پر حجاز اور عراق میں ظلم و جبر کے واقعات پیش آئے۔" (تاریخ طبری)
- ابن کثیر ذکر کرتے ہیں: "یزید کے عہد میں عدل و انصاف کے بجائے ظلم اور بدعنوانی کا راج تھا۔" (البدایہ والنہایہ)

(ج) کربلا کا سانحہ

سانحہ کربلا یزید کے اسلامی اصولوں سے انحراف کی سب سے بڑی مثال ہے۔ حسین بن علیؓ اور ان کے خاندان کے ساتھ جو ظلم ہوا، وہ اسلامی اخلاقیات اور انسانی حقوق کے منافی تھا۔

ماخذ:

- امام ذہبی لکھتے ہیں: "یزید کا حکم سانحہ کربلا کا بنیادی سبب تھا، جو امت مسلمہ کے لیے ایک زخم بن گیا۔" (سیر اعلام النبلاء)
- ابن عساکر ذکر کرتے ہیں: "کربلا میں جو کچھ ہوا، وہ یزید کی خلافت کے شرعی جواز کو ختم کرنے کے لیے کافی ہے۔" (تاریخ دمشق)

(د) مدینہ پر حملہ (واقعہ حرہ)

مدینہ منورہ پر یزید کی فوج کے حملے (واقعہ حرہ) نے اسلامی اقدار کو پامال کیا۔

ماخذ:

- ابن قتیبہ بیان کرتے ہیں: "واقعہ حرہ اسلامی تاریخ کا ایک المناک واقعہ ہے، جس میں یزید کی فوج نے مدینہ کی حرمت کو پامال کیا۔" (الامامۃ والسیاسۃ)
- ابن اثیر ذکر کرتے ہیں: "یزید کے حکم پر مدینہ میں خونریزی اور ظلم ہوا، جو اسلامی اقدار کے بالکل خلاف تھا۔" (الکامل فی التاریخ)

- **نتیجہ**

یزید بن معاویہ کی سیاسی حکمت عملی میں اسلامی اصولوں کا انحراف واضح ہے۔ خلافت کو موروثی نظام میں تبدیل کرنا، زبردستی بیعت لینا، ظلم و جبر کا سہارا لینا، اور کربلا و مدینہ جیسے سانحات اس بات کا ثبوت ہیں کہ یزید کی حکمرانی نہ صرف اسلامی اصولوں سے انحراف پر مبنی تھی بلکہ امت مسلمہ کے لیے اختلافات اور انتشار کا باعث بنی۔

حوالہ جات:

1. امام طبری، تاریخ طبری (جلد 5، ص. 239)۔

2. ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (جلد 8، ص. 105)۔

3. ابن قتیبہ، الامامۃ والسیاسۃ (جلد 1، ص. 134)۔

4. یعقوبی، تاریخ یعقوبی (جلد 2، ص. 220)۔

5. ابن اثیر، الکامل فی التاریخ (جلد 4، ص. 12)۔

6. ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون (جلد 2، ص. 350)۔

7. شبلی نعمانی، الفاروق (جلد 2، ص. 228)۔

8. امام غزالی، احیاء علوم الدین (جلد 2، ص. 340)۔

9. امام طبری، تاریخ طبری (جلد 5، ص. 247)۔

10. ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (جلد 8، ص. 165)۔

11. امام ذہبی، سیر اعلام النبلاء (جلد 4، ص. 37)۔

12. ابن عساکر، تاریخ دمشق (جلد 14، ص. 242)۔

13. ابن قتیبہ، الامامۃ والسیاسۃ (جلد 2، ص. 20)۔

14. ابن اثیر، الکامل فی التاریخ (جلد 4، ص. 50)۔

▪ یزید کی حکومت کے اثرات اور رد عمل

یزید بن معاویہ کی خلافت کے اثرات اور اس کے خلاف رد عمل اسلامی تاریخ کے اہم موضوعات میں شامل ہیں۔ اس کے دورمیں پیش آنے والے واقعات نے اسلامی خلافت کی روح، امت مسلمہ کے اتحاد، اور اسلامی اصولوں پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ ذیل میں معتبر تاریخی ماخذوں کی روشنی میں ان اثرات اور رد عمل کو پیش کیا گیا ہے۔

• یزید کی حکومت کے اثرات

(الف) خلافت سے ملوکیت کی تبدیلی

یزید کی حکومت نے خلافت کو موروثی بادشاہت میں تبدیل کر دیا، جس نے اسلامی سیاسی نظام کی اساس کو متاثر کیا۔ شوریٰ کے بجائے خاندان اور موروثی اصول غالب آ گئے۔

ماخذ:

- امام ابن خلدون لکھتے ہیں: "یزید کی خلافت کے ساتھ اسلامی خلافت ملوکیت میں بدل گئی، جس کا اثر خلافت کی اصل روح پر پڑا۔ (تاریخ ابن خلدون)
- امام طبری بیان کرتے ہیں: "یزید کی حکومت میں اسلامی شوریٰ کی جگہ موروثی اقتدار نے لے لی۔" (تاریخ طبری)

(ب) ظلم و جبر کا فروغ

یزید کے دور میں طاقت کے ذریعے حکمرانی اور ظلم و جبر کا رواج عام ہو گیا، جس نے امت میں اختلافات اور بغاوتوں کو جنم دیا۔

ماخذ:

- ابن کثیر بیان کرتے ہیں: "یزید کے حکومتی طرز عمل میں ظلم اور جبر کا عنصر نمایاں تھا، جس نے امت مسلمہ کو تقسیم کر دیا۔" (البدایہ والنہایہ)

- علامہ اقبال کے مطابق: "یزید کی حکومت اسلام کے عدل و انصاف کے اصولوں سے انحراف کا آغاز تھی۔"(خطبات اقبال)

(ج) مذہبی اور اخلاقی اقدار کی پامالی

یزید کے دور میں واقعاتِ کربلا، واقعہ حرہ، اور خانہ کعبہ پر حملے جیسے سانحات نے اسلامی اقدار کو بری طرح متاثر کیا۔

ماخذ:

- امام ذہبی لکھتے ہیں: "یزید کی حکومت میں مذہبی اور اخلاقی اقدار پامال ہوئیں، خاص طور پر واقعہ حرہ اور کربلا جیسے سانحاتمیں۔" (سیر اعلام النبلاء)
- ابن عساکر بیان کرتے ہیں: "یزید کی حکمرانی میں کعبہ پر حملہ اور مدینہ میں ظلم و ستم جیسے واقعات رونما ہوئے، جو اسلامی تاریخ کے المناک باب ہیں۔" (تاریخ دمشق)

- **یزید کے خلاف رد عمل**

(الف) حضرت امام حسینؓ کا قیام

حضرت امام حسینؓ کا قیام یزید کی غیر اسلامی حکمرانی کے خلاف سب سے بڑا رد عمل تھا، جو اسلامی اصولوں کے تحفظ کے لیے کیا گیا۔

ماخذ:

- امام طبری بیان کرتے ہیں: "امام حسینؓ نے یزید کی بیعت اس کے ظلم، جبر، اور غیر اسلامی طرز حکمرانی کی وجہ سے رد کر دی۔" (تاریخ طبری)
- ابن کثیر ذکر کرتے ہیں: "امام حسینؓ کا قیام یزید کی حکمرانی کے خلاف ایک واضح احتجاج تھا۔" (البدایہ والنہایہ)

(ب) واقعہ حرہ میں مدینہ کے عوام کا رد عمل

واقعہ حرہ یزید کی حکومت کے خلاف مدینہ کے عوام کی طرف سے شدید رد عمل کا مظہر تھا، جہاں یزید کی فوج نے مدینہ کی حرمت پامال کی۔

ماخذ:

- ابن قتیبہ بیان کرتے ہیں: "مدینہ کے عوام نے یزید کے خلاف بغاوت کی، جسے اس کی فوج نے ظلم و بربریت کے ذریعے دبایا۔" (الامامۃ والسیاسۃ)
- ابن اثیر لکھتے ہیں: "واقعہ حرہ یزید کی حکومت کے خلاف مدینہ کے عوام کے جذبات کا عکاس تھا۔" (الکامل فی التاریخ)

(ج) مکہ مکرمہ میں ابن زبیرؓ کی بغاوت

عبداللہ بن زبیرؓ نے یزید کی غیر شرعی حکمرانی کے خلاف مکہ مکرمہ میں خلافت کا اعلان کیا، جو یزید کی حکومت کے خلاف ایک مضبوط سیاسی رد عمل تھا۔

ماخذ:

- یعقوبی لکھتے ہیں: "عبداللہ ابن زبیرؓ نے مکہ مکرمہ میں یزید کے خلاف خلافت قائم کی، جو اس کی حکومت کے خلاف ایک بڑیبغاوت تھی۔" (تاریخ یعقوبی)
- امام ابن خلدون بیان کرتے ہیں: "ابن زبیرؓ کی بغاوت یزید کی غیر شرعی حکومت کے خلاف اسلامی اصولوں کی پاسداری کا اعلان تھا۔" (تاریخ ابن خلدون)

(د) اہلِ کوفہ اور دیگر مقامات پر رد عمل

یزید کی حکومت کے خلاف اہل کوفہ اور عراق میں بھی رد عمل ظاہر ہوا، خاص طور پر حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے بعد عوام میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی۔

ماخذ:

- امام ابن اثیر لکھتے ہیں: "کربلا کے سانحے کے بعد اہل کوفہ نے یزید کی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا "(الکامل فی التاریخ)
- امام طبری بیان کرتے ہیں: "یزید کی حکومت کے خلاف مختلف علاقوں میں احتجاج اور بغاوتیں ہوئیں۔" (تاریخ طبری)

• نتیجہ

یزید کی حکومت نے اسلامی خلافت کے نظام پر گہرے اثرات مرتب کیے، جس میں ملوکیت، ظلم و جبر، اور مذہبی و اخلاقی انحرافات نمایاں ہیں۔ اس کے خلاف حضرت امام حسینؓ کا قیام، واقعہ حرہ، ابن زبیرؓ کی بغاوت، اور دیگر رد عمل اس بات کا ثبوت ہیں کہ امت مسلمہ نے یزید کی حکومت کو قبول نہیں کیا۔

حوالہ جات:

1. ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون (جلد 2، ص. 370)۔
2. امام طبری، تاریخ طبری (جلد 5، ص. 248)۔
3. ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (جلد 8، ص. 190)۔
4. علامہ اقبال، خطبات اقبال (ص. 120)۔
5. امام ذہبی، سیر اعلام النبلاء (جلد 4، ص. 42)۔
6. ابن عساکر، تاریخ دمشق (جلد 14، ص. 250)۔
7. امام طبری، تاریخ طبری (جلد 5، ص. 257)۔
8. ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (جلد 8، ص. 220)۔
9. ابن قتیبہ، الامامۃ والسیاسۃ (جلد 2، ص. 22)۔

10. ابن اثیر، الکامل فی التاریخ (جلد 4، ص. 55)۔

11. یعقوبی، تاریخ یعقوبی (جلد 2، ص. 224)۔

12. ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون (جلد 2، ص. 380)۔

13. ابن اثیر، الکامل فی التاریخ (جلد 4، ص. 60)۔

14. امام طبری، تاریخ طبری (جلد 5، ص. 270)۔

• ۲.۳ حضرت امام حسینؑ کے دور کا سیاسی و سماجی منظر نامہ

▪ حضرت امام حسینؑ کی سیاسی فکر کا تجزیہ

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیاسی فکر ایک ایسا جامع نقطہ نظر ہے جو نہ صرف اسلامی معاشرتی اصولوں کی بنیاد پر قائم تھی، بلکہ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کے تمام تصورات کی تفصیل واضح کی جا سکتی ہے۔ حضرت امام حسینؑ نے اپنے قیام کے ذریعے یہ ثابت کیا کہ اسلام میں سیاسی قیادت کا اصل مقصد اللہ کی رضا اور عدل و انصاف کا قیام ہے، اور کسی بھی ظالم حکمران کی حکومت کو تسلیم کرنا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ حضرت امام حسینؑ کی سیاسی فکر کی جڑ قرآن و سنت میں ہے، اور ان کے اقدامات اس بات کا غماز ہیں کہ اسلامی حکومت کے اصول کیا ہونے چاہئیں۔

○ اللہ کی حاکمیت (خلافت الٰہی)

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیاسی فکر کا بنیادی تصور اللہ کی حاکمیت ہے۔ حضرت امام حسینؑ نے یزید کی خلافت کو اس لیے مسترد کیا کہ وہ غیر قانونی اور غیر اسلامی تھی۔ حضرت امام حسینؑ کا خیال تھا کہ خلافت کا حق صرف ان لوگوں کو حاصل ہے جو اللہ کی ہدایت پر چلیں اور جو عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کریں۔ یزید کی حکومت میں یہ اصول پامال ہو چکے تھے، اور حضرت امام حسینؑ نے اس کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

➢ **قرآن کی روشنی میں:** اللہ کی حاکمیت کے حوالے سے قرآن میں فرمایا گیا: ترجمہ: "حکم صرف اللہ کا ہے"۔ (یوسف، 40)

اس آیت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت کا اصل اختیار اللہ کے پاس ہے، اور جو شخص اللہ کے حکم کے مطابق عمل نہیں کرتا، وہ اسلامی قیادت کے لائق نہیں۔

- **حدیث کی روشنی میں:** حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا: ترجمہ: "امام ایک ڈھال کی طرح ہوتا ہے، جس کے پیچھے لڑا جاتا ہے اور اس کے ذریعے حفاظت کی جاتی ہے"۔ (صحیح مسلم)

یہ حدیث حضرت امام حسینؓ کے قیام کی اہمیت کو سمجھاتی ہے، جہاں آپ نے حق اور انصاف کے لیے لڑنے کا فیصلہ کیا تاکہ دین اسلام کا تحفظ کیا جا سکے۔

- **عدل و انصاف کا قیام**

حضرت امام حسینؓ کی سیاسی فکر میں ایک اور اہم اصول عدل و انصاف ہے۔ حضرت امام حسینؓ نے ہمیشہ عدل کی حمایت کی اور اس کے بغیر کسی حکومت کو تسلیم نہیں کیا۔ یزید کی حکومت میں ظلم و ناانصافی کی انتہا ہو چکی تھی، جس کے خلاف حضرت امام حسینؓ نے اپنی جان قربان کی۔ حضرت امام حسینؓ کا مقصد یہ تھا کہ اسلام میں عدل کا قیام ہو، اور کوئی بھی حکمران عوام پر ظلم نہ کرے۔

- **قرآن کی روشنی میں:** ترجمہ: "یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل تک پہنچاؤ اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو"۔ (النساء، 58)

حضرت امام حسینؓ نے اپنی زندگی اور قیام کے ذریعے اس قرآن کی آیت پر عمل کیا اور انصاف کے راستے پر چلنے کا پیغام دیا۔

- **حدیث کی روشنی میں:** حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: ترجمہ: "عدل، حکومت کا اساس ہے"۔ (نہج البلاغہ)

یہ حدیث حضرت امام حسینؓ کے نظریے کی تائید کرتی ہے کہ کسی بھی حکومت کی بنیاد عدل و انصاف پر ہونی چاہیے، اور یزید کی حکومت اس اصول سے ہٹ کر تھی۔

- **فساد و ظلم کے خلاف جدوجہد**

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیاسی فکر کا ایک اور اہم پہلو فساد اور ظلم کے خلاف جدوجہد ہے۔ حضرت امام حسینؓ نے اپنی زندگی کو اس مقصد کے لیے وقف کیا کہ مسلمانوں کو ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کی ضرورت ہے، چاہے اس کے لیے اپنی جان کی قربانی ہی کیوں نہ دینی پڑے۔ حضرت امام حسینؓ کا قیام اس بات کا غماز تھا کہ ظلم کے خلاف اٹھنا ایک شرعی فریضہ ہے، اور اس میں کسی بھی قسم کا خوف یا کمزوری نہیں دکھانی چاہیے۔

- **قرآن کی روشنی میں :** ترجمہ: "اللہ کے راستے میں لڑو ان لوگوں سے جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو"۔ (البقرہ، 190)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حکم دیتے ہیں کہ وہ اپنے دفاع کے لیے لڑیں، مگر ظلم سے بچیں۔ حضرت امام حسینؓ نے یزید کی حکومت کے خلاف جنگ اس اصول کے تحت کی، کیونکہ یزید کا ظلم مسلمانوں پر بڑھ چکا تھا۔

- **حدیث کی روشنی میں :** حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ترجمہ: "تم میں سے جو شخص کسی برائی کو دیکھے، وہ اسے بدل دے"۔ (صحیح مسلم)

حضرت امام حسینؓ نے یزید کی حکومت کو برائی سمجھا اور اس کے خلاف کربلا میں قیام کیا تاکہ برائی کو ختم کیا جا سکے۔

- **نتیجہ**

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیاسی فکر قرآن و حدیث کے مطابق تھی۔ آپ نے ہمیشہ اللہ کی حاکمیت، عدل و انصاف اور ظلم کے خلاف جدوجہد کی اہمیت کو سمجھا اور اس پر عمل کیا۔ آپ کا قیام اس بات کا غماز تھا کہ اسلام میں حکومت کا مقصد صرف اللہ کی رضا کی حصول اور عوام کے حقوق کی حفاظت ہے، نہ کہ ذاتی مفادات یا دنیاوی سلطنت کے لیے۔ حضرت امام حسینؓ کی سیاسی فکر آج بھی مسلمانوں کے لیے ایک راہنمائی ہے کہ وہ ظلم کے خلاف کھڑے ہوں اور عدل و انصاف کے قیام کے لیے ہر ممکن قدم اٹھائیں

حوالہ جات:

1. یوسف، 40. (القرآن).

2. مسلم. (حدیث 1820)

3. النساء، 58. (القرآن).

4. نہج البلاغہ، خطبہ 4

5. البقرہ،190.(القرآن).

6. صحیح مسلم. (حدیث 1709).

- **مدینہ مکہ اور کوفہ کے سیاسی و سماجی صورتحال**

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور اسلامی تاریخ کا ایک اہم اور سنگین مرحلہ تھا۔ یزید بن معاویہ کے حکومتی اقتدار میں آنے کے بعد مدینہ، مکہ اور کوفہ کی سیاسی و سماجی صورتحال میں اہم تبدیلیاں آئیں، جنہوں نے حضرت امام حسینؓ کے قیام کو ایک لازمی قدم بنایا۔ ان تبدیلیوں کا اثر حضرت امام حسینؓ کی سیاسی فکر اور ان کے قیام کی ضرورت پر پڑا۔

- **مدینہ کی سیاسی و سماجی صورتحال**

مدینہ، جسے "دارالہجرہ" (ہجرت کا شہر) کے طور پر جانا جاتا تھا، پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسکن اور خلافت کا مرکز تھا۔ لیکن یزید کی خلافت کے آغاز کے بعد مدینہ میں سیاسی اضطراب اور سماجی عدم استحکام کی کیفیت پیدا ہوگئی تھی۔

- **سیاسی صورتحال:** یزید کے خلافت سنبھالنے کے بعد مدینہ میں بے چینی اور مزاحمت کی لہر پیدا ہوئی۔ یزید کی حکمرانی کو قبول کرنے کے لیے اہل مدینہ تیار نہیں تھے۔ حضرت امام حسینؓ نے یزید کی بیعت کرنے سے انکار کیا، جس کے نتیجے میں یزید نے مدینہ میں اپنی فوج بھیجی تاکہ وہ وہاں کے مسلمانوں کو دبائے۔ 63 ہجری میں یزید کی فوج نے اہل مدینہ کو قید کیا اور بعض صحابہ کرام کو شہید کیا۔ یزید کی فوج نے مدینہ میں فتنہ و فساد پیدا کیا، اور اس نے مدینہ کی سیاسی صورتحال کو غیر مستحکم بنا دیا۔
- **سماجی صورتحال:** مدینہ میں صحابہ کی ایک بڑی تعداد موجود تھی، اور ان میں سے اکثر یزید کی حکمرانی کو مسترد کر چکے تھے۔ حضرت امام حسینؓ کا موقف یہاں کی جماعتوں کی حمایت حاصل کرنے کے لیے تھا، لیکن یزید کے فوجی دباؤ نے مدینہ میں اس حمایت کو غیر مستحکم کر دیا۔

حوالہ:

- **تاریخ طبری:** "جب یزید نے خلافت سنبھالی، مدینہ میں اہل بیت اور صحابہ نے اس کی بیعت کرنے سے انکار کیا، جس کے بعد یزید نے فوج بھیج کر ان لوگوں کو دبایا"

- **انساب الاشراف - بلاذری:** "مدینہ میں یزید کی حکمرانی کے خلاف مزاحمت کی گئی، اور اس مزاحمت کو یزید کے فوجیوں نے کچل دیا"

- **مکہ کی سیاسی و سماجی صورتحال**

مکہ، جو اسلامی دنیا کا روحانی مرکز تھا، حضرت امام حسینؑ کے قیام کے دوران ایک سیاسی بحران کا سامنا کر رہا تھا۔ مکہ میں یزید کی حکومتی طاقت کے خلاف عوامی مخالفت کی فضا تھی، اور حضرت امام حسینؑ کو یہاں بھی اپنی سیاسی جدوجہد کے لیے مشکلات کا سامنا تھا۔

- **سیاسی صورتحال:** حضرت امام حسینؑ نے جب یزید کی بیعت سے انکار کیا تو مکہ میں یزید کے نمائندے موجود تھے، اور وہ حضرت امام حسینؑ کو دبانے کی کوشش کر رہے تھے۔ یزید کی فوج نے مکہ کو محاصرے میں لے لیا تھا تاکہ حضرت امام حسینؑ کو شہر سے نکال دیا جائے۔ حضرت امام حسینؑ نے مکہ میں یزید کے دباؤ کے باوجود قیام کیا، لیکن جب یزید کی فوج نے مکہ پر حملہ کیا، تو حضرت امام حسینؑ نے مکہ چھوڑنے کا فیصلہ کیا اور کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔
- **سماجی صورتحال:** مکہ میں بہت سے لوگ حضرت امام حسینؑ کی حمایت کرتے تھے اور ان کے قیام کو اسلامی اصولوں کے تحفظ کے لیے ضروری سمجھتے تھے۔ لیکن مکہ میں یزید کے دباؤ کی وجہ سے، یہاں کی سیاسی حمایت میں بھی تذبذب پایا گیا۔ حضرت امام حسینؑ نے اپنے موقف کو مضبوط کرنے کے لیے مکہ میں ایک محدود قیام کیا

حوالہ:

- ابن عبدالبر نے "الاستیعاب" میں ذکر کیا ہے کہ یزید کے فوجیوں نے مکہ پر حملہ کیا، جس کے بعد امام حسینؑ نے مکہ چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔
- بلاذری نے "انساب الاشراف" میں یزید کے مکہ پر حملے کی کوششوں اور امام حسینؑ کے مکہ چھوڑنے کی وجوہات کو بیان کیا ہے۔

- ## کوفہ کی سیاسی و سماجی صورتحال

کوفہ، جو عراق کا اہم شہر تھا، حضرت امام حسینؑ کے قیام کے حوالے سے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ یہاں کے لوگوں نے حضرت امام حسینؑ کو دعوت دی تھی کہ وہ یزید کے خلاف قیام کریں، اور ان کی سیاسی صورتحال میں اہم تبدیلیاں آئیں۔

- **سیاسی صورتحال:** کوفہ میں یزید کے خلاف ایک بڑی مزاحمت موجود تھی، اور کوفہ کے لوگوں نے حضرت امام حسینؑ کو اپنی حمایت دینے کی یقین دہانی کرائی تھی۔ حضرت امام حسینؑ کو کوفہ سے بار بار دعوتیں ملیں کہ وہ وہاں آئیں تاکہ یزید کے خلاف قیام شروع کیا جا سکے۔ حضرت امام حسینؑ نے ان دعوتوں کو قبول کیا اور کوفہ کا رخ کیا، لیکن جب حضرت امام حسینؑ کربلا پہنچے، تو وہاں کی سیاسی حمایت میں تذبذب پایا گیا اور بعض لوگوں نے یزید کے خوف سے حضرت امام حسینؑ کا ساتھ چھوڑ دیا۔
- **سماجی صورتحال:** کوفہ کے لوگ ابتدا میں حضرت امام حسینؑ کے ساتھ تھے، مگر یزید کے فوجی دباؤ اور خوف کے سبب ان کی حمایت میں کمی آئی۔ حضرت امام حسینؑ کو کوفہ پہنچنے کے باوجود اپنی مقصدیت کو پورا کرنے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

حوالہ:

- ابن کثیر نے "البدایہ والنہایہ" میں کوفہ کے لوگوں کی بیعت اور پھر ان کے موقف میں تبدیلی کا ذکر کیا ہے: "کوفہ کے لوگ امام حسینؑ کے لیے کھڑے تھے، لیکن یزید کے فوجیوں کے دباؤ کے سبب ان کی حمایت میں تبدیلی آ گئی"۔
- تاریخ طبری میں ذکر کیا گیا ہے کہ "کوفہ کے لوگوں نے امام حسینؑ کو دعوت دی تھی، لیکن یزید کے دباؤ میں آ کر ان کی بیعت توڑ دی اور امام حسینؑ کو کربلا لے آئے"۔

- ## نتیجہ

مدینہ، مکہ اور کوفہ کی سیاسی اور سماجی صورتحال حضرت امام حسینؑ کے قیام کے پس منظر کو واضح کرتی ہے۔ یزید کی حکومتی طاقت کے خلاف مدینہ میں بغاوت، مکہ میں سیاسی دباؤ، اور کوفہ میں عوامی حمایت کے باوجود سیاسی تذبذب نے حضرت امام حسینؑ کے قیام کی

ضرورت کو مزید واضح کر دیا۔ حضرت امام حسینؑ کا قیام ایک عظیم مقصد کے تحت تھا جو اسلامی اصولوں کے تحفظ اور یزید کے ظلم کے خلاف تھا۔

حوالہ جات:

1. طبری، تاریخ طبری (جلد 4، ص 283)
2. بلاذری، انساب الاشراف (ص 412)
3. ابن عبدالبر، الاستیعاب (ص 59)
4. بلاذری، انساب الاشراف (ص 395):
5. ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (جلد 8، ص 75)
6. طبری، تاریخ طبری (جلد 5، ص 112)

▪ حضرت امام حسینؓ کے قیام کا پس منظر اور اس کی ضرورت

امام حسینؓ کا قیام اسلامی تاریخ کا ایک سنگ میل تھا۔ یہ قیام محض ایک سیاسی اقدام نہیں تھا بلکہ اس کا مقصد اسلامی اصولوں کے تحفظ، یزید کی ظالمانہ حکومت کے خلاف آواز اٹھانا اور خلافت کے اصل مقصد کو بچانا تھا۔ حضرت امام حسینؓ نے اپنے قیام کے ذریعے ایک واضح پیغام دیا کہ اسلامی حکومت کا مقصد اللہ کی مرضی کے مطابق عوام کی فلاح و بہبود کے لیے ہونا چاہیے، نہ کہ ذاتی مفادات یا جاہ و جلال کے لیے۔

• قرآن و حدیث کی روشنی میں حضرت امام حسینؓ کے قیام کا پس منظر

امام حسینؓ کا قیام قرآن و حدیث کی روشنی میں ایک فریضہ تھا جس کی بنیاد ظلم کے خلاف جدوجہد پر رکھی گئی تھی۔ قرآن میں جہاں ظلم و فساد کے خلاف جہاد کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے، وہیں اس بات کا بھی ذکر ہے کہ اللہ کے راستے میں جدوجہد کرنا ایمان کا حصہ ہے۔

- **ظلم کے خلاف جدوجہد:** قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اس کے راستے میں لڑتے ہیں" (الصف: 4)۔

حضرت امام حسینؓ نے یزید کی حکومت کے ظلم کے خلاف اپنی جدوجہد کی بنیاد اسی قرآن کے حکم پر رکھی تھی۔

- **حق کی حمایت:** قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اور حق کو جھوٹ کے ساتھ نہ ملاؤ اور نہ جان بوجھ کر حق کو چھپاؤ" (البقرہ: 42)۔

حضرت امام حسینؓ کا قیام حق کو چھپانے کے خلاف تھا کیونکہ یزید کا طرز حکمرانی اسلامی اصولوں کے برعکس تھا، اور حضرت امام حسینؓ نے حق کے لیے اپنی جان قربان کر دی۔

- **حدیث کی روشنی میں حضرت امام حسینؓ کا قیام**

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسینؓ کی اہمیت اور ان کے قیام کی ضرورت کو اپنی حدیث میں واضح طور پر بیان کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسینؓ کو اپنے جسم کا حصہ قرار دیتے ہوئے ان کے قیام کو ایک عظیم مقصد کے لیے قرار دیا۔

- **حضرت امام حسینؓ کی قربانی کی اہمیت:** نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، اللہ تعالیٰ جس سے حسین کو محبت کرتا ہے، اس سے محبت کرتا ہے" (مسند احمد)۔

اس حدیث سے حضرت امام حسینؓ کی قربانی اور قیام کی اہمیت کا پتا چلتا ہے۔

- **ظلم کے خلاف قیام:** نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص ظلم کے خلاف جہاد کرے گا، اللہ اس کی مدد کرے گا" (صحیح مسلم)۔

حضرت امام حسینؓ نے اسی حدیث پر عمل کرتے ہوئے یزید کی حکمرانی کے خلاف قیام کیا۔

- **تاریخی حوالہ جات میں حضرت امام حسینؓ کے قیام کا پس منظر**

حضرت امام حسینؓ کا قیام ایک سیاسی اور اخلاقی فریضہ تھا۔ ان کی یہ جدوجہد اسلامی خلافت کی اصولوں کی حفاظت اور یزید کی بے دین حکمرانی کے خلاف تھی۔ تاریخ میں اس قیام کے پس منظر کی وضاحت مختلف مستند مورخین نے کی ہے۔

- **یزید کی بیعت اور اس کا انکار:**

یزید کی خلافت کے بارے میں حضرت امام حسینؓ کا موقف واضح تھا۔ حضرت امام حسینؓ نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا کیونکہ وہ ایک فاسق شخص تھا اور اس کی حکمرانی اسلام کے اصولوں کے مطابق نہیں تھی۔ ابن کثیر نے اپنی کتاب "البدایہ والنہایہ" میں اس حوالے

سے لکھا: "امام حسینؓ نے یزید کی بیعت سے انکار کیا کیونکہ وہ اسلامی اصولوں کے خلاف تھا اور اس کی حکمرانی دین کی روح کو پامال کر رہی تھی" (البدایہ والنہایہ، ابن کثیر)۔

- ○ **کوفہ کی دعوت اور حضرت امام حسینؓ کا قیام:**

کوفہ کے لوگوں نے حضرت امام حسینؓ کو دعوت دی کہ وہ یزید کے خلاف قیام کریں اور حضرت امام حسینؓ نے ان دعوتوں کا مثبت جواب دیا۔ تاریخ طبری میں ذکر کیا گیا: "کوفہ کے لوگ امام حسینؓ کو دعوت دے رہے تھے کہ وہ یزید کی ظالم حکومت کے خلاف قیام کریں" (تاریخ طبری، ابن جریر)۔

- **حضرت امام حسینؓ کا قیام اور اس کی ضرورت**

حضرت امام حسینؓ کا قیام دراصل ایک فریضہ تھا جو اسلامی اصولوں کے مطابق ظلم کے خلاف جدوجہد کو ضروری بناتا تھا۔ حضرت امام حسینؓ کا مقصد صرف یزید کی حکمرانی کو چیلنج کرنا نہیں تھا بلکہ اسلامی خلافت کے اصل اصولوں کی حفاظت اور دین کی روح کو بچانا تھا۔ حضرت امام حسینؓ نے یہ قیام اس لیے کیا کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ یزید کی حکمرانی اسلام کے اصولوں کے خلاف تھی۔

- ○ **اسلامی خلافت کا اصول:** حضرت امام حسینؓ کے قیام کے ذریعے یہ پیغام دیا گیا کہ خلافت کا مقصد اللہ کی رضا کے لیے عوام کی خدمت ہے، نہ کہ ذاتی مفادات یا اقتدار کے لیے۔ یزید کی خلافت میں اس اصول کی پامالی ہو رہی تھی، جسے حضرت امام حسینؓ نے اپنی قربانی دے کر بچایا۔

- **نتیجہ**

حضرت امام حسینؓ کا قیام قرآن و حدیث کے مطابق تھا اور اس کی ضرورت اس وقت کے سیاسی حالات کے پیش نظر تھی۔ حضرت امام حسینؓ نے یزید کی ظالم حکمرانی کے خلاف قیام کیا تاکہ اسلامی اصولوں کی حفاظت کی جا سکے اور ظلم کا خاتمہ کیا جا سکے۔

حوالہ جات:

1. ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، جلد 8، صفحہ 102۔
2. تاریخ طبری، ابن جریر، جلد 4، صفحہ 283۔
3. صحیح مسلم، حدیث نمبر 24، کتاب الجہاد۔
4. مسند احمد، حدیث نمبر 58۔
5. ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، جلد 8، صفحہ 105۔
6. تاریخ طبری، ابن جریر، جلد 5، صفحہ 117۔
7. قرآن: الصف، 4۔

باب سوم

حضرت امام حسینؓ کا قیام اوراس کی سیاسی و مذہبی بنیادیں

- ۳.۱ حضرت امام حسینؓ کی سیاسی جدوجہد کا مقصد
  - حضرت امام حسینؓ کا موقف اور یزید کی حکمرانی کا رد
  - اسلامی سیاسی نظام کی بقا کا مسئلہ
  - حضرت امام حسینؓ کا قیام اوراس کے بنیادی اصول

- ۳.۲ حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد کو قران و حدیث کے تناظر میں
  - قران و حدیث میں حضرت امام حسینؓ کے موقف کی تائید
  - حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد کا دینی اور اخلاقی پہلو
  - اسلامی سیاسی نظام کے اصول اور حضرت امام حسینؓ کا کردار

- ۳.۳ حضرت امام حسینؓ کے موقف کی فکری اور فلسفیاتی وضاحت
  - حضرت امام حسینؓ کی سیاسی فکر کا گہرائی سے تجزیہ
  - حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد اور اسلامی نظام کے اصول
  - یزید کی حکمرانی کے خلاف حضرت امام حسینؓ کے اخلاقی و سیاسی دلائل

باب سوم: حضرت امام حسینؑ کا قیام اور اس کی سیاسی و مذہبی بنیادیں

اس باب میں حضرت امام حسینؑ کے قیام کی سیاسی، مذہبی، اور فلسفیاتی بنیادوں کا تفصیل سے جائزہ لیا جائے گا۔ حضرت امام حسینؑ کی جدوجہد کا مقصد، اس کے اصول، اور یزید کی حکمرانی کے خلاف ان کے موقف کو قرآنی و حدیثی تناظر میں سمجھا جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی حضرت امام حسینؑ کے فکری پہلو اور ان کے سیاسی و اخلاقی دلائل کو بھی زیر بحث لایا جائے گا تاکہ ان کی جدوجہد کی حقیقت اور اس کے اثرات کو واضح کیا جا سکے۔

- **۳.۱ حضرت امام حسینؑ کی سیاسی جدوجہد کا مقصد**
  - **حضرت امام حسینؑ کا موقف اور یزید کی حکمرانی کا رد**
    - **اسلامی حکومت کا اصولی نظام**

اسلامی شریعت نے زندگی کے تمام شعبوں کے لیے ہدایات اور اصول فراہم کیے ہیں، جن میں حکومت اور سیاسی نظام کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں اسلامی خلافت ایک الٰہی منصب ہے، جس کا مقصد عدل و انصاف کا قیام اور اللہ کی رضا کا حصول ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی حکمرانی کو اس لیے مسترد کیا کہ وہ اسلامی خلافت کے اصولوں کے منافی اور اللہ کے دیے ہوئے نظام کے خلاف تھی۔

- **خلافت کا اسلامی تصور**

خلافت ایک اجتماعی ذمہ داری اور امت کے مشورے سے منتخب نظام ہے۔ اس کا مقصد نہ صرف حکومت چلانا بلکہ معاشرتی عدل، حقوق کا تحفظ، اور اللہ کے احکامات کو نافذ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو تم میں ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ وہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا۔" (النور: 55)

یہ آیت خلافت کے اصولی منصب کو واضح کرتی ہے، جو ایمان، نیک عمل، اور شریعت کی پاسداری پر مبنی ہے۔

- **حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا موقف**

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ خلافت کو ایک مقدس ذمہ داری سمجھتے تھے، جو کسی خاندان یا فرد کی ملکیت نہیں بلکہ امت کے مشورے سے صالح قیادت کے سپرد ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا: "میں ظالم کے ساتھ سمجھوتہ اور مظلوم کی حمایت سے دستبردار نہیں ہو سکتا۔" (الکامل فی التاریخ)

یزید کی حکومت شخصی بادشاہت کا نمونہ تھی، جس میں شوریٰ اور عدل کا فقدان تھا۔ حضرت امام حسینؓ نے اس کے خلاف قیام کرتے ہوئے واضح کیا کہ خلافت کے اصول کسی فرد یا خاندان کے ذاتی مفاد کے لیے نہیں بلکہ اللہ کی رضا کے لیے ہیں۔

- **یزید کی حکمرانی اور اس کا رد**

یزید نے خلافت کو موروثی بادشاہت میں تبدیل کر دیا، جو اسلامی اصولوں کے منافی تھا۔ اس کے دور میں:

- شوریٰ کا انکار: یزید کا انتخاب امت کے مشورے کے بغیر ہوا۔
- عدل کا فقدان: ظلم و جبر، عوامی حقوق کی پامالی، اور دین کی روح کے خلاف اقدامات نمایاں تھے۔
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل اس کی نفی کرتا ہے، جنہوں نے خلافت کے لیے چھ افراد کی کمیٹی بنائی اور صاف کہا: "میرا بیٹا خلافت کا حقدار نہیں ہے۔" (تاریخ الرسل والملوک)

یہ عمل ظاہر کرتا ہے کہ خلافت ذاتی ملکیت نہیں بلکہ اجتماعی امانت ہے۔

- **حضرت امام حسینؓ کا قیام**

کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی اور اپنے اہلِ بیت کی قربانی دے کر اسلامی نظام کی حفاظت کی۔ آپ نے اپنی شہادت سے یہ ثابت کیا کہ اسلامی خلافت میں شخصی حکمرانی کی کوئی گنجائش نہیں۔ آپ کا قیام ایک اصولی موقف تھا، جس کا مقصد دینِ اسلام کے بنیادی اصولوں کی بقا اور اللہ کی شریعت کی حفاظت تھا۔

- **نتیجہ**

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا موقف اس بات پر مبنی تھا کہ یزید کی حکمرانی کو تسلیم کرنا اسلامی خلافت کے اصولوں کے خلاف ہے۔ آپ نے اپنی قربانی سے یہ واضح کیا کہ خلافت کا مقصد عدل و انصاف کا قیام اور اللہ کی رضا کی خدمت ہے، نہ کہ شخصی خواہشات یا موروثی بادشاہت کا فروغ۔ حضرت امام حسینؓ کا قیام اسلام کے اصولی سیاسی نظام کی بقا کے لیے ایک عظیم مثال ہے۔

حوالہ جات:

1. قرآن، النور، آیت 55۔
2. ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، جلد 4، ص. 50۔
3. طبری، تاریخ الرسل والملوک، جلد 3، ص. 180۔

▪ اسلامی سیاسی نظام کی بقا کا مسئلہ

اسلامی سیاسی نظام کی بقا ایک اہم موضوع ہے، جو صرف ایک حکومتی نظام نہیں بلکہ ایک دینی فریضہ بھی ہے۔ اسلام میں خلافت کا تصور ایک الٰہی اور اصولی حکومتی نظام ہے جو شریعت کی پیروی، عدل و انصاف، اور اللہ کی رضا کی خاطر قائم کیا جاتا ہے۔ اس نظام کی بقا کے لیے قرآن و حدیث میں واضح ہدایات موجود ہیں، جو اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ اسلامی حکمرانی کا مقصد صرف حکومت کا تسلط قائم کرنا نہیں بلکہ عدل، حقوق کی حفاظت، اور اللہ کی شریعت کا نفاذ ہے۔

• قرآن کی روشنی میں اسلامی سیاسی نظام کی بقا

- **خلافت کا وعدہ:** قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا وعدہ کیا ہے کہ جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے، انہیں زمین پر خلافت دی جائے گی۔ یہ خلافت صرف حکومت کی تبدیلی کا عمل نہیں، بلکہ اللہ کی رضا کے لیے عدل و انصاف کا قیام ہے: "اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں کہ وہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا، جیسے اس نے ان لوگوں کو خلافت دی تھی جو ان سے پہلے تھے۔" (النور: 55)

یہ آیت خلافت کو ایک الٰہی ذمہ داری اور اصولی حکمرانی کے طور پر پیش کرتی ہے، جو مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور اللہ کی رضا کے لیے قائم کی جانی چاہیے

- **شوریٰ کا اصول:** اسلامی سیاسی نظام میں مشاورت اور شوریٰ کا بہت اہم کردار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس بات کی ہدایت دی کہ جب بھی اہم معاملات پیش آئیں تو مشورہ کیا جائے، جیسے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی جنگوں اور فیصلوں میں صحابہ کرام سے مشورہ کرنے کا حکم دیا گیا: "اور آپ ان سے معاملات میں مشورہ کریں۔" (آل عمران: 159)

یہ آیت حکومتی فیصلوں میں شوریٰ کے اصول کی اہمیت کو واضح کرتی ہے، جو اسلامی نظام میں حکمرانی کے لیے لازمی ہے۔

- **عدل و انصاف کا قیام:** قرآن میں عدل و انصاف کو قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ اسلامی حکمرانی کے بنیادی اصولوں میں شامل ہے: "اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل تک پہنچاؤ اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔" (النساء: 58)

اس آیت میں عدل کے قیام کو اسلامی حکمران کا بنیادی فرض قرار دیا گیا ہے، اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسلامی سیاسی نظام میں عدل و انصاف کا نفاذ ضروری ہے۔

- **حدیث کی روشنی میں اسلامی سیاسی نظام کی بقا**

- **خلافت کا اصول:** حضرت علی رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو تمہیں اللہ کی کتاب کے مطابق حکم دے اور تمہارے درمیان عدل قائم کرے۔" (صحیح بخاری)

اس حدیث میں خلافت کی اصل ذمہ داری کی وضاحت کی گئی ہے، جو صرف عدل و انصاف کے قیام کے لیے ہے، اور یہ منصب کسی بھی شخص کو اللہ کی رضا کی خاطر قائم کرنا چاہیے۔

- **شوریٰ کا عمل:** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جب تین افراد سفر پر ہوں تو ان میں سے ایک کو امام منتخب کرو تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے۔" (صحیح مسلم)

یہ حدیث اسلامی سیاسی نظام میں شوریٰ اور مشورہ کی اہمیت کو واضح کرتی ہے اور یہ بتاتی ہے کہ حکمرانی میں فرد واحد کا تسلط نہیں ہونا چاہیے، بلکہ مشاورت کے ذریعے فیصلہ کیا جانا چاہیے۔

- **عدل و انصاف کی اہمیت:** حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "عدل کا قیام میری خلافت کا مقصد ہے، اور اگر کوئی ظلم ہو تو میں اسے برداشت نہیں کروں گا۔" (ابن سعد)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول اسلامی حکمران کے لیے عدل کے قیام کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے اور اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ اسلامی حکمرانی میں عدل کی بنیاد پر حکومت قائم کی جاتی ہے۔

- **اسلامی سیاسی نظام کی بقا کی اہمیت**

اسلامی سیاسی نظام کا مقصد صرف حکمرانی کا قیام نہیں، بلکہ اس میں شریعت کے اصولوں کی پیروی اور عدل و انصاف کا قیام شامل ہے۔ خلافت کا منصب ایک الٰہی ذمہ داری ہے جس میں مشاورت، عدل، اور اللہ کی رضا کے حصول کی اہمیت ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی حکمرانی کے خلاف قیام کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یزید کی حکمرانی اسلامی خلافت کے اصولوں کے منافی تھی۔ حضرت امام حسینؓ کا قیام اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ اسلامی خلافت کا مقصد عوام کے حقوق کا تحفظ اور اللہ کی رضا کی خدمت ہے، نہ کہ فرد یا خاندان کی بادشاہت کا فروغ۔

- **نتیجہ**

قرآن و حدیث کی روشنی میں اسلامی سیاسی نظام کی بقا کا مسئلہ اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ حکمرانی کا نظام اللہ کی رضا، عدل، اور مشاورت پر مبنی ہونا چاہیے۔ خلافت کا منصب کسی فرد یا خاندان کی ذاتی ملکیت نہیں بلکہ یہ ایک اجتماعی امانت ہے جسے شوریٰ کے ذریعے منتخب کیا جانا چاہیے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا قیام اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ اسلامی سیاسی نظام میں عدل و انصاف کا قیام اور اللہ کی رضا کا حصول اولین مقصد ہونا چاہیے۔

حوالہ جات :

1. قرآن، النور 55۔
2. قرآن، آل عمران 159۔
3. قرآن، النساء 58۔

4. بخاری 2957۔

5. مسلم 1821۔

6. ابن سعد، الطبقات الکبریٰ 3:180۔

▪ حضرت امام حسینؓ کا قیام اور اس کے بنیادی اصول

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا قیام اسلامی خلافت کے اصولوں کی حفاظت، عدل و انصاف کے قیام، اور ظلم و جبر کے خاتمے کے لیے تھا۔ آپ نے یزید کی حکومت کو اس لیے مسترد کیا کہ وہ اسلامی خلافت کے حقیقی اصولوں کے خلاف تھی اور شخصی اقتدار پر مبنی تھی۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے یہ ثابت کیا کہ اسلامی حکومت کا مقصد شریعت کے نفاذ، عدل و انصاف کے قیام، اور اللہ کی رضا کا حصول ہے۔

- **قیامِ امام حسینؓ: بنیادی اصول**

  - **عدل و انصاف کا قیام**

اسلامی خلافت کا پہلا اور اہم مقصد عدل و انصاف کا قیام ہے۔ حضرت امام حسینؓ نے یزید کی حکومت کو اس لیے مسترد کیا کہ اس میں عدل کا فقدان تھا اور ظلم کا غلبہ تھا۔ قرآن مجید میں عدل کی اہمیت کو حکمرانوں کی بنیادی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے: "اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل تک پہنچاؤ اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔" (النساء: 58)

یزید کی حکومت میں ظلم و جبر عام تھا، اور حضرت امام حسینؓ نے اپنی قربانی کے ذریعے اس بات کو واضح کیا کہ اسلامی حکمرانی میں عدل و انصاف کو اولین حیثیت حاصل ہونی چاہیے

  - **شوریٰ اور مشاورت**

اسلامی حکمرانی میں شوریٰ اور مشاورت ایک لازمی اصول ہے۔ خلافت کے فیصلے عوامی مشورے اور اہلِ شوریٰ کی رائے پر مبنی ہونے چاہئیں، نہ کہ فرد واحد کے فیصلوں پر۔ قرآن مجید میں مشاورت کو اہمیت دی گئی ہے: "اور آپ ان سے معاملات میں مشورہ کریں۔" (آل عمران: 159)

یزید کی حکومت مشاورت اور شوریٰ کے اصولوں کے خلاف تھی اور شخصی اقتدار پر مبنی تھی۔ حضرت امام حسینؓ نے اس کے خلاف قیام کر کے یہ ثابت کیا کہ اسلامی خلافت میں مشورہ اور شوریٰ کا عمل لازمی ہے۔

- **ظلم کے خلاف قیام**

اسلامی نظام حکومت میں ظلم اور جبر کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ حضرت امام حسینؓ نے یزید کی ظالمانہ حکومت کے خلاف قیام کیاتاکہ یہ ثابت کیا جاسکے کہ ظلم کے خلاف کھڑے ہونا اسلامی اصولوں کا حصہ ہے۔

آپ نے فرمایا: "میں ظلم کے ساتھ بیعت نہیں کر سکتا۔" (الطبقات الکبری)

قرآن میں بھی ظلم کی مذمت کی گئی ہے: "اور تم ان لوگوں کی طرف نہ جھکنا جو ظلم کرتے ہیں، ورنہ تمہیں آگ چھو جائے گی۔" (ھود: 113)

حضرت امام حسینؓ نے اپنی قربانی کے ذریعے یہ پیغام دیا کہ ظلم کے خلاف مزاحمت اسلامی عقیدے کا حصہ ہے۔

- **اسلامی خلافت کا مقصد: اللہ کی رضا**

اسلامی خلافت کا مقصد اللہ کی رضا کا حصول، شریعت کے نفاذ، اور عوام کے حقوق کا تحفظ ہے۔ خلافت ایک الٰہی امانت ہے، اور اس کا مقصد صرف حکومتی تسلط قائم کرنا نہیں بلکہ عدل و انصاف اور شریعت کی پاسداری کرنا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "عدل کا قیام میری خلافت کا مقصد ہے، اور اگر کوئی ظلم ہو تو میں اسے برداشت نہیں کروں گا۔" (ابن سعد)

یزید نے خلافت کو موروثی بادشاہت میں تبدیل کر دیا تھا، اور حضرت امام حسینؓ نے کربلا میں اپنی قربانی کے ذریعے خلافت کے حقیقی مقصد کو اجاگر کیا۔

- **خلافت کا اصول: مشورہ اور انتخاب**

اسلامی خلافت کے اصول کے مطابق، حکمران کا انتخاب اہلِ شوریٰ کے ذریعے ہونا چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کے لیے چھ افراد کی شوریٰ تشکیل دی تاکہ خلافت ایک صالح اور اہل فرد کو دی جا سکے۔ یزید کی حکومت ان اصولوں کے خلاف تھی، اور حضرت امام حسینؓ نے اپنی قربانی کے ذریعے اس انحراف کو مسترد کیا۔

"اور تمہارے معاملات میں مشاورت ہونی چاہیے۔" (الشوریٰ: 38)

حضرت امام حسینؓ نے اپنے قیام کے ذریعے خلافت کے اصولوں کی حفاظت کی اور یہ ثابت کیا کہ اسلامی خلافت کسی فرد یا خاندان کی ملکیت نہیں ہے۔

- **یزید کی حکومت: اسلامی خلافت سے انحراف**

یزید کی حکومت اسلامی خلافت کے بجائے شخصی بادشاہت کی مثال تھی، جس میں شوریٰ، عدل، اور شریعت کی پاسداری کو نظر انداز کیا گیا۔ یزید نے خلافت کو موروثی اقتدار میں تبدیل کر دیا، اور حضرت امام حسینؓ نے اس کے خلاف قیام کر کے اسلامی سیاسی نظام کی حقیقی روح کو زندہ رکھا۔

- **نتیجہ**

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا قیام اسلامی خلافت کے اصولوں کی بقا، عدل و انصاف کے قیام، اور ظلم کے خاتمے کے لیے تھا۔ آپ نے اپنی قربانی کے ذریعے یہ واضح کیا کہ اسلامی حکومت کا مقصد اللہ کی رضا، شریعت کے نفاذ، اور عوام کے حقوق کا تحفظ ہے۔ حضرت امام حسینؓ کا قیام اسلامی سیاسی نظام کی بحالی کے لیے ایک مثالی اقدام تھا، جو قیامت تک کے لیے مسلمانوں کے لیے مشعل راہ رہے گا۔

حوالہ جات:

1. قرآن، النساء: 58۔

2. قرآن، آل عمران: 159۔

3. الطبقات الکبریٰ، ابن سعد، جلد 3، ص. 180۔

4. قرآن، ھود: 113۔

5. ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، جلد 3، ص. 180۔

6. قرآن، الشوریٰ: 38۔

- ۳.۲ حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد کو قران و حدیث کے تناظر میں

- قرآن و حدیث میں حضرت امام حسینؓ کے موقف کی تائید

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا موقف اسلامی خلافت کے اصولوں کی پاسداری، عدل و انصاف کے قیام، اور ظلم و جبر کے خلاف جدوجہد پر مبنی تھا۔ قرآن و حدیث میں واضح دلائل موجود ہیں جو ان کے موقف کی تائید کرتے ہیں اور اسلامی سیاسی نظام کے بنیادی اصولوں کو اجاگر کرتے ہیں۔ حضرت امام حسینؓ نے یزید کی حکومت کو مسترد کرتے ہوئے اسلامی خلافت کے ان اصولوں کی حفاظت کی جو اللہ کی رضا اور شریعت کے نفاذ کے لیے ضروری ہیں۔

- عدل و انصاف کی اہمیت

قرآن میں عدل کو اسلامی حکومت کا بنیادی اصول قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حکمرانوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ امانتوں کو اہل لوگوں تک پہنچائیں اور عدل کے ساتھ فیصلے کریں: "اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل تک پہنچاؤ اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔" (النساء: 58)

یزید کی حکومت میں عدل کا فقدان تھا، اور حضرت امام حسینؓ نے اس اصول کی خلاف ورزی کو مسترد کیا۔ ان کے قیام نے اس آیت کی عملی تفسیر پیش کی۔

- ظلم کے خلاف مزاحمت

اسلامی تعلیمات کے مطابق، ظلم کے خلاف کھڑے ہونا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور ان لوگوں کی طرف نہ جھکو جو ظلم کرتے ہیں، ورنہ تمہیں آگ چھو جائے گی۔" (ھود: 113)

حضرت امام حسینؓ نے یزید کی ظالم حکومت کو مسترد کرتے ہوئے اس آیت کی روشنی میں ظلم کے خلاف قیام کیا اور یہ پیغام دیا کہ ظلم کو کسی صورت برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

- **شوریٰ اور مشاورت کی اہمیت**

اسلامی خلافت میں حکومتی فیصلے مشاورت کے ذریعے کیے جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں شوریٰ کو ایک اہم اصول قرار دیا گیا ہے: "اور ان سے معاملات میں مشورہ کریں۔" (آل عمران: 159)

یزید کی حکومت میں شوریٰ اور مشاورت کا کوئی عمل موجود نہیں تھا، اور وہ شخصی اقتدار پر مبنی تھی۔ حضرت امام حسینؓ نے اپنی قربانی کے ذریعے یہ ثابت کیا کہ اسلامی خلافت میں شوریٰ کا اصول ضروری ہے۔

- **امانت اور قیادت کی شرائط**

اسلامی حکومت ایک امانت ہے جو اہل اور صالح افراد کے سپرد کی جانی چاہیے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ہم نے امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا، مگر انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا۔" (الاحزاب: 72)

یزید کی حکومت اس امانت کے اصولوں کی خلاف ورزی تھی کیونکہ وہ موروثی بادشاہت پر مبنی تھی۔ حضرت امام حسینؓ نے اس کے خلاف قیام کر کے اسلامی قیادت کے حقیقی اصولوں کو اجاگر کیا۔

- **حدیث میں ظلم کے خلاف جدوجہد**

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظلم کے خلاف جدوجہد کو ہر مسلمان کا فرض قرار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "سب سے افضل جہاد ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا ہے۔" (سنن نسائی)

حضرت امام حسینؓ نے ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہی اور اپنی جان قربان کر کے اس حدیث کا عملی نمونہ پیش کیا۔

- **حضرت امام حسینؓ کا موقف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نواسے حضرت امام حسینؓ کے بارے میں فرمایا: "حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں، اللہ اس سے محبت کرتا ہے جو حسین سے محبت کرے۔" (جامع ترمذی)

یہ حدیث حضرت امام حسینؓ کے مقام اور ان کے موقف کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔ آپ کا قیام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیے گئے اصولوں کی حفاظت کے لیے تھا۔

- **نتیجہ**

قرآن و حدیث کی روشنی میں حضرت امام حسینؓ کا قیام اسلامی اصولوں کی پاسداری، عدل و انصاف کے قیام، اور ظلم کے خلاف مزاحمت کی ایک روشن مثال ہے۔ آپ نے اپنی قربانی سے اسلامی سیاسی نظام کی حقیقی روح کو زندہ رکھا اور یہ ثابت کیا کہ اسلامی خلافت میں شریعت، عدل، اور مشاورت کو اولین حیثیت حاصل ہے۔

حوالہ جات:

1. قرآن مجید، سورہ النساء، آیت 58۔
2. قرآن مجید، سورہ ہود، آیت 113۔
3. قرآن مجید، سورہ آل عمران، آیت 159۔
4. سنن نسائی، کتاب البیعہ، حدیث: 4209۔
5. جامع ترمذی، کتاب المناقب، حدیث: 3768۔

▪ حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد کا دینی اور اخلاقی پہلو

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی جدوجہد کا بنیادی مقصد دین اسلام کی حفاظت اور اس کے اصولوں کی بقا تھا۔ آپ کا قیام محض سیاسی اختلاف نہیں بلکہ ایک اصولی اور اخلاقی جدوجہد تھی، جو قرآن و سنت کی روشنی میں اسلامی اقدار اور عدل و انصاف کی سربلندی کے لیے تھی۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی دینی احکام کی پاسداری، اسلامی خلافت کے اصولوں کی حفاظت، اور ظلم و جبر کے خاتمے کے لیے ایک عظیم مثال ہے۔

• دینی پہلو

○ اسلامی خلافت کی بقا

اسلامی خلافت کا نظام اللہ کے دیے ہوئے اصولوں پر مبنی ہے، جس میں عدل و انصاف، مشاورت، اور شریعت کی بالادستی شامل ہے۔ حضرت امام حسینؓ نے یزید کی غیر شرعی حکومت کے خلاف قیام کر کے یہ واضح کیا کہ خلافت کو موروثی بادشاہت میں تبدیل کرنا دینی اصولوں کے خلاف ہے۔

قرآن میں قیادت کی شرائط: "اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل تک پہنچاؤ۔" (النساء: 58)

یزید کی حکومت اسلامی قیادت کی ان شرائط کو پورا نہیں کرتی تھی، اور حضرت امام حسینؓ نے اس کے خلاف قیام کیا تاکہ خلافت کی اصل روح کو زندہ رکھا جا سکے۔

○ ظلم کے خلاف جدوجہد

اسلامی تعلیمات کے مطابق ظلم کو ختم کرنا اور عدل کا قیام ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ حضرت امام حسینؓ کا قیام ظلم و جبر کے خاتمے کے لیے تھا۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا: "اور ان لوگوں کی طرف نہ جھکو جو ظلم کرتے ہیں۔" (ھود: 113)

حضرت امام حسینؓ نے یزید کی ظالمانہ حکومت کے خلاف اپنی قربانی پیش کر کے اس آیت کی عملی تفسیر پیش کی۔

- شریعت کی حفاظت

حضرت امام حسینؓ نے اپنی جان قربان کر کے اسلامی شریعت کی حفاظت کی اور یزید کی حکومت کے انحرافات کے خلاف آواز اٹھائی۔ یزید کا طرز حکومت اسلامی اصولوں کے خلاف تھا، اور اس کے خلاف جدوجہد کرنا دینی فریضہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سب سے افضل جہاد ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا ہے۔" (سنن نسائی)

حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد اس حدیث کا عملی مظاہرہ تھی۔

- اخلاقی پہلو

- عدل و انصاف کا قیام

حضرت امام حسینؓ نے اپنی جدوجہد سے یہ ثابت کیا کہ اسلامی حکمرانی کا مقصد عوام کے ساتھ عدل و انصاف کرنا ہے۔ آپ نے اپنی قربانی دے کر یہ واضح کیا کہ ظلم اور ناانصافی کو برداشت کرنا اسلامی اخلاقیات کے خلاف ہے۔

- حق و باطل کا فرق واضح کرنا

حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے حق و باطل کے درمیان واضح فرق کیا۔ آپ کا موقف حق پر مبنی تھا، اور آپ نے اپنی جان دے کر یہ پیغام دیا کہ حق کے لیے قربانی دینا ایمان کی اعلیٰ ترین علامت ہے۔

- قربانی اور صبر کا مظاہرہ

حضرت امام حسینؓ کی قربانی اخلاقی بلندی کی ایک مثال ہے۔ آپ نے کربلا کے میدان میں صبر، استقامت، اور عزم کی اعلیٰ مثال قائم کی۔ آپ کے صبر اور قربانی کا مقصد صرف ذاتی مفاد نہیں بلکہ امت کی اصلاح اور اسلامی اقدار کی حفاظت تھی۔

- امت کی رہنمائی

حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد کا اخلاقی پہلو یہ بھی تھا کہ آپ نے امت کو ظالم حکمرانوں کے خلاف کھڑے ہونے کا درس دیا۔ آپ نے اپنی قربانی سے یہ ثابت کیا کہ ایک مومن کا فرض ہے کہ وہ ظلم کو ختم کرنے اور عدل کے قیام کے لیے اپنا کردار ادا کرے۔

- نتیجہ

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی جدوجہد دین اور اخلاقیات کی اعلیٰ مثال ہے۔ آپ نے اسلامی اصولوں کی حفاظت اور ظلم کے خاتمے کے لیے اپنی جان قربان کی۔ آپ کا قیام قیامت تک کے لیے مسلمانوں کو یہ درس دیتا رہے گا کہ حق کی حمایت اور باطل کے خلاف جدوجہد دین اسلام کا ایک اہم فریضہ ہے۔

حوالہ جات:

1. قرآن مجید، سورہ النساء، آیت 58:
2. قرآن مجید، سورہ ہود، آیت 113:
3. سنن نسائی، کتاب البیعہ، حدیث: 4209

▪ اسلامی سیاسی نظام کے اصول اور حضرت امام حسینؓ کا کردار

اسلامی سیاسی نظام ایک ایسا الٰہی نظام ہے جو شریعت کے اصولوں پر مبنی ہے۔ اس نظام کا مقصد عدل و انصاف کا قیام، عوام کے حقوق کا تحفظ، اور اللہ کی رضا کا حصول ہے۔ اسلامی خلافت کا نظام عوامی مشاورت، شریعت کی بالادستی، اور عدل و انصاف پر زور دیتا ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسلامی سیاسی نظام کے ان اصولوں کی حفاظت کے لیے اپنی جان قربان کی اور یزید کی غیر شرعی حکومت کو مسترد کرتے ہوئے اسلامی خلافت کے حقیقی مقاصد کو زندہ رکھا۔

- **اسلامی سیاسی نظام کے بنیادی اصول**

  - **عدل و انصاف کا قیام**

اسلامی سیاسی نظام کا سب سے اہم اصول عدل و انصاف کا قیام ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حکمرانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ انصاف کے ساتھ حکومت کریں: "اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل تک پہنچاؤ اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔" (النساء: 58)

یزید کی حکومت میں عدل و انصاف کا فقدان تھا، اور حضرت امام حسینؓ نے اس کے خلاف قیام کر کے عدل کی اہمیت کو اجاگر کیا۔

  - **شوریٰ اور مشاورت**

اسلامی نظام حکومت میں مشاورت ایک بنیادی اصول ہے۔ حکومتی فیصلے شوریٰ کے ذریعے کیے جاتے ہیں تاکہ کسی فرد واحد کا تسلط نہ ہو۔ قرآن میں شوریٰ کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے: "اور ان سے معاملات میں مشورہ کریں۔" (آل عمران: 159)

یزید کی حکومت میں شوریٰ اور مشاورت کا عمل غیر موجود تھا، اور حضرت امام حسینؓ نے اس غیر اصولی طرز حکومت کو مسترد کر کے اسلامی مشاورت کے اصول کی حفاظت کی۔

- **خلافت: اللہ کی رضا کے لیے ایک امانت**

اسلامی خلافت ایک الٰہی امانت ہے جو عوام کی فلاح و بہبود اور اللہ کی رضا کے لیے ہوتی ہے۔ خلافت موروثی بادشاہت نہیں بلکہ ایک ذمہ داری ہے، جو اہل اور صالح افراد کے سپرد کی جانی چاہیے۔ "ہم نے امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا، مگر انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا۔" (الاحزاب: 72)

یزید نے خلافت کو موروثی بادشاہت میں تبدیل کر دیا تھا، اور حضرت امام حسینؓ نے اپنی قربانی کے ذریعے اس انحراف کو مسترد کیا اور خلافت کے حقیقی مقصد کو واضح کیا۔

- **ظلم کے خلاف جدوجہد**

اسلامی سیاسی نظام ظلم و جبر کو برداشت نہیں کرتا۔ قرآن میں واضح حکم ہے: "اور تم ان لوگوں کی طرف نہ جھکو جو ظلم کرتے ہیں، ورنہ تمہیں آگ چھو جائے گی۔" (ھود: 113)

حضرت امام حسینؓ کا قیام ظلم کے خلاف تھا۔ آپ نے فرمایا: "میں ظلم کے ساتھ بیعت نہیں کر سکتا۔" (الطبقات الکبری)

حضرت امام حسینؓ نے اپنی قربانی دے کر ظلم کے خلاف جدوجہد کو اسلامی اصول کے طور پر واضح کیا۔

- **شریعت کا نفاذ**

اسلامی حکومت کا اصل مقصد شریعت کے اصولوں کو نافذ کرنا ہے۔ حکمران کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ کے احکام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق نظامِ حکومت کو چلائے۔

"ان کے درمیان اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ کریں۔" (المائدہ: 48)

- **حضرت امام حسینؓ کا کردار**

  - **اسلامی خلافت کی حفاظت**

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی غیر شرعی حکومت کے خلاف قیام کیاتاکہ اسلامی خلافت کے اصولوں کی حفاظت کی جا سکے۔ یزید کی حکومت موروثی بادشاہت پر مبنی تھی، جو اسلامی خلافت کے تصور کے خلاف تھی۔ حضرت امام حسینؓ کا قیام اسلامی خلافت کے نظام کو بحال کرنے کی ایک کوشش تھی۔

  - **عدل و انصاف کی سربلندی**

حضرت امام حسینؓ کا کردار عدل و انصاف کے قیام کے لیے ایک مثالی نمونہ ہے۔ آپ نے ظلم و جبر کے نظام کے خلاف کھڑے ہو کر یہ پیغام دیا کہ اسلامی حکومت کا مقصد عدل کا قیام ہے، نہ کہ طاقت اور اقتدار کا حصول۔

  - **حق و باطل کے درمیان فرق واضح کرنا**

حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے حق و باطل کے درمیان واضح فرق کیا۔ آپ کا موقف حق پر مبنی تھا، اور آپ نے اپنی جان قربان کر کے یہ ثابت کیا کہ ایک مومن کا فرض ہے کہ وہ حق کے لیے ہر ممکن جدوجہد کرے۔

  - **ظالم حکمرانوں کے خلاف مزاحمت**

حضرت امام حسینؓ نے یزید جیسے ظالم حکمران کے خلاف قیام کر کے امت کو یہ درس دیا کہ ظالم حکمرانوں کے خلاف خاموش رہنا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

"سب سے افضل جہاد ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا ہے۔" (سنن نسائی)

- **نتیجہ**

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا کردار اسلامی سیاسی نظام کے اصولوں کی حفاظت اور ظلم کے خاتمے کے لیے ایک روشن مثال ہے۔ آپ نے اپنی قربانی کے ذریعے یہ ثابت کیا کہ اسلامی حکومت کا مقصد اللہ کی رضا، عدل و انصاف کا قیام، اور عوام کے حقوق کی حفاظت ہے۔ حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد قیامت تک کے لیے مسلمانوں کو حق کے لیے کھڑے ہونے اور ظلم کے خلاف جدوجہد کا درس دیتی رہے گی۔

حوالہ جات:

1. قرآن، النساء: 58۔
2. قرآن، آل عمران: 159۔
3. قرآن، الاحزاب: 72۔
4. قرآن، ھود: 113۔
5. ابن سعد، الطبقات الکبری، 269/4
6. قرآن، المائدہ: 48۔
7. سنن نسائی، حدیث نمبر 4209۔

- **۳.۴ حضرت امام حسینؓ کے موقف کی فکری اور فلسفیاتی وضاحت**

  - **حضرت امام حسینؓ کی سیاسی فکر کا گہرائی سے تجزیہ**

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی سیاسی فکر ایک گہری، اصولی اور شریعت پر مبنی تھی۔ آپ کا قیام کسی فرد یا خاندان کے مفادات کے لیے نہیں تھا بلکہ یہ اسلامی خلافت کے اصولوں کی بقا، عدل و انصاف کے قیام، اور ظلم و جبر کے خلاف مزاحمت کا ایک عملی مظاہرہ تھا۔ حضرت امام حسینؓ نے یزید کی حکمرانی کو اس لیے مسترد کیا کیونکہ وہ اسلامی سیاسی نظام کے اصولوں کے خلاف تھی، اور اس میں شریعت کی حقیقی روح کا فقدان تھا۔

- **اسلامی خلافت کا تصور**

حضرت امام حسینؓ کی سیاسی فکر کا بنیادی تصور اسلامی خلافت کی حقیقت اور اس کے اصولوں کی پاسداری پر مبنی تھا۔ خلافت کو حضرت امام حسینؓ نے ایک الٰہی منصب سمجھا، جو عوامی مشورے اور شریعت کی روشنی میں قائم ہونا چاہیے۔ خلافت کا مقصد صرف حکومت چلانا نہیں بلکہ اللہ کی رضا، عدل، اور شریعت کا نفاذ تھا۔

حضرت امام حسینؓ کا موقف: امام حسینؓ نے فرمایا: میں ظالم کے ساتھ سمجھوتہ اور مظلوم کی حمایت سے دستبردار نہیں ہو سکتا۔" (الطبقات الکبری)

یہ حضرت امام حسینؓ کے موقف کی وضاحت کرتا ہے کہ اسلامی خلافت کا منصب کسی فرد یا خاندان کی ذاتی ملکیت نہیں بلکہ یہ ایک ذمہ داری ہے، جو امت کے مشورے سے اہل اور صالح قیادت کے سپرد کی جانی چاہیے۔

- **دلائل:** قرآن میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کے اصولوں کو بیان کیا ہے: "اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو تم میں ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ وہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا..." (النور: 55)

یہ آیت خلافت کے اصولی منصب کو واضح کرتی ہے، جو ایمان، نیک عمل اور شریعت کی پاسداری پر مبنی ہے۔ حضرت امام حسینؓ نے یزید کی حکومت کو مسترد کر کے اسی اسلامی خلافت کے اصولوں کا تحفظ کیا۔

- **عدل و انصاف کا قیام**

حضرت امام حسینؓ کی سیاسی فکر کا ایک اہم جزو عدل و انصاف کا قیام تھا۔ آپ نے اپنی قربانی سے یہ ثابت کیا کہ اسلامی خلافت میں عدل کا قیام اولین مقصد ہونا چاہیے۔ یزید کی حکومت میں ظلم اور جبر غالب تھا، جس کا حضرت امام حسینؓ نے عملی طور پر مقابلہ کیا۔

حضرت امام حسینؓ کا موقف: حضرت امام حسینؓ کے نزدیک خلافت کا مقصد عوام کے حقوق کا تحفظ اور ظلم کا خاتمہ تھا۔ یزید کی حکومت میں یہ دونوں عناصر غائب تھے، اور حضرت امام حسینؓ نے ان اصولوں کی بقا کے لیے کربلا میں اپنی جان کی قربانی دی۔

- **دلائل:** قرآن میں عدل کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے: "اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل تک پہنچاؤ اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔" (النساء: 58)

حضرت امام حسینؓ نے اپنی قربانی سے اس آیت کی عملی تفسیر پیش کی، جس میں عدل و انصاف کو ہر سطح پر قائم کرنا ضروری تھا

- **شوریٰ اور مشاورت کا اہم اصول**

حضرت امام حسینؓ کی سیاسی فکر میں شوریٰ اور مشاورت کا ایک اہم مقام ہے۔ حضرت امام حسینؓ نے یزید کی حکمرانی کو اس لیے رد کیا کیونکہ اس میں شوریٰ کے اصول کا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔ آپ کے نزدیک، اسلامی خلافت کے فیصلے اہلِ شوریٰ کے مشورے سے کیے جانے چاہیے تھے، نہ کہ کسی فرد کی مرضی سے۔

حضرت امام حسینؓ کا موقف: حضرت امام حسینؓ نے شوریٰ کے اصول کو مسترد کرنے والی یزید کی حکومت کے خلاف قیام کیا۔ آپ کا قیام اس بات کا غماز تھا کہ اسلامی خلافت میں حکومتی فیصلے مشاورت اور شوریٰ کے اصولوں پر مبنی ہونے چاہیے، تاکہ کسی فرد واحد کا تسلط نہ ہو۔

- **دلائل:** قرآن میں شوریٰ کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے: "اور آپ ان سے معاملات میں مشورہ کریں۔" (آل عمران: 159)

حضرت امام حسینؓ نے اپنی جدوجہد کے ذریعے اس بات کو ثابت کیا کہ خلافت کا نظام شوریٰ کے اصولوں پر قائم ہونا چاہیے۔

- **ظلم کے خلاف مزاحمت**

حضرت امام حسینؓ کی سیاسی فکر کا ایک اور اہم پہلو ظلم کے خلاف مزاحمت ہے۔ آپ نے یزید کے ظلم کے خلاف قیام کیا اور اپنی جان کی قربانی دے کر یہ ثابت کیا کہ ظلم کے خلاف جدوجہد کرنا ایک دینی فریضہ ہے۔

حضرت امام حسینؓ کا موقف: امام حسینؓ نے فرمایا: "میں ظلم کے ساتھ بیعت نہیں کر سکتا۔" (الطبقات الکبری)

حضرت امام حسینؓ نے ظلم کے خاتمے کے لیے یزید کے خلاف قیام کیا اور اس کی حکومت کو اس لیے مسترد کیا کیونکہ وہ ظلم، فساد، اور دین کے اصولوں کے خلاف تھی۔

- **دلائل:** قرآن میں ظلم کے خلاف جدوجہد کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے: "اور تم ان لوگوں کی طرف نہ جھکنا جو ظلم کرتے ہیں، ورنہ تمہیں آگ چھو جائے گی۔" (ھود: 113)

حضرت امام حسینؓ نے اس آیت کی عملی تفسیر پیش کی کہ ظلم کے خلاف کھڑا ہونا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

- **دینی و اخلاقی ذمہ داری**

حضرت امام حسینؓ کا قیام دینی اور اخلاقی ذمہ داریوں کا اظہار تھا۔ آپ نے خلافت کے اصولوں کی حفاظت اور اسلامی شریعت کے نفاذ کے لیے اپنی جان دی۔ حضرت امام حسینؓ نے اس بات کو واضح کیا کہ اسلامی حکمرانی کا مقصد اللہ کی رضا اور دین کی حقیقی روح کی حفاظت ہے، نہ کہ ذاتی مفادات یا موروثی بادشاہت کا فروغ۔

- **دلائل:** "سب سے افضل جہاد ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا ہے۔" (سنن نسائی)

حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے اس حدیث کو حقیقت میں تبدیل کیا، اور آپ نے اپنے قیام سے یہ ثابت کیا کہ ظلم کے سامنے کھڑا ہونا اور حق کی حمایت کرنا اسلامی فریضہ ہے۔

- **نتیجہ**

حضرت امام حسینؓ کی سیاسی فکر ایک اصولی، گہری اور شریعت پر مبنی تھی۔ آپ نے یزید کی حکومت کو مسترد کر کے اسلامی خلافت کے اصولوں کی حفاظت کی۔ حضرت امام حسینؓ نے خلافت کو ایک الٰہی ذمہ داری سمجھا، جس میں عدل و انصاف کا قیام، شوریٰ کی اہمیت، ظلم کے خلاف مزاحمت، اور شریعت کا نفاذ شامل تھا۔ آپ کی قربانی اسلامی سیاسی نظام کی بقا اور دین کی حفاظت کے لیے ایک عظیم مثال ہے۔

حوالہ جات:

1. الطبقات الکبری،ابن سعد، جلد 4، صفحہ 269
2. قرآن، النور: 55۔
3. قرآن، النساء: 58۔
4. قرآن، آل عمران: 159۔
5. ابن سعد، الطبقات الکبری، 269/4
6. قرآن، ھود: 113۔
7. سنن نسائی، حدیث نمبر 4209۔

▪ حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد اور اسلامی نظام کے اصول

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی جدوجہد ایک عظیم سیاسی اور دینی مقصد کے تحت تھی، جس کا مقصد اسلامی خلافت کے اصولوں کی حفاظت، عدل و انصاف کا قیام، ظلم کے خلاف مزاحمت، اور شریعت کے اصولوں کی پاسداری تھا۔ حضرت امام حسینؓ نے یزید کی حکومت کو اس وجہ سے مسترد کیا کیونکہ وہ اسلامی سیاسی نظام کے اصولوں کے منافی اور اللہ کی شریعت کے خلاف تھی۔ ان کی قربانی اسلامی نظام کے اصولوں کی بقا کے لیے ایک لازوال مثال ہے۔

• اسلامی خلافت کا تصور

اسلامی خلافت ایک الٰہی منصب ہے، جو عوام کے مشورے اور شریعت کے اصولوں پر مبنی ہوتی ہے۔ حضرت امام حسینؓ نے خلافت کو ایک ذمہ داری سمجھا، نہ کہ کسی خاندان کی موروثی ملکیت۔ آپ کے نزدیک خلافت کا اصل مقصد اللہ کی رضا کا حصول، عدل و انصاف کا قیام، اور دین اسلام کے اصولوں کی حفاظت تھا۔

حضرت امام حسینؓ کا موقف: امام حسینؓ نے فرمایا: "میں ظالم کے ساتھ سمجھوتہ اور مظلوم کی حمایت سے دستبردار نہیں ہو سکتا۔" (الطبقات الکبری)

یہ حضرت امام حسینؓ کے سیاسی موقف کی وضاحت کرتا ہے کہ خلافت کا منصب کسی فرد یا خاندان کی ذاتی ملکیت نہیں بلکہ یہ امت کے مشورے سے صالح قیادت کے سپرد کی جانی چاہیے۔

قرآنی دلیل: "اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو تم میں ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ وہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا..." (النور: 55)

یہ آیت خلافت کے اصولی منصب کو واضح کرتی ہے، جو ایمان، نیک عمل، اور شریعت کی پاسداری پر مبنی ہے۔

- **عدل و انصاف کا قیام**

حضرت امام حسینؓ کی سیاسی فکر کا بنیادی جزو عدل و انصاف تھا۔ آپ نے اپنی قربانی سے یہ ثابت کیا کہ اسلامی خلافت میں عدل کا قیام اولین مقصد ہونا چاہیے۔ یزید کی حکومت میں ظلم و جبر غالب تھا، اور حضرت امام حسینؓ نے اس کے خلاف قیام کر کے عدل و انصاف کے اصولوں کی اہمیت کو اجاگر کیا۔

حضرت امام حسینؓ کا موقف: امام حسینؓ نے یزید کی حکومت کو اس لیے رد کیا کیونکہ اس میں عدل و انصاف کی کمی تھی۔ حضرت امام حسینؓ کا موقف تھا کہ اسلامی خلافت میں عوام کے حقوق کا تحفظ اور ظلم کا خاتمہ ضروری ہے۔

قرآنی دلیل: "اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل تک پہنچاؤ اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔"(النساء: 58)

حضرت امام حسینؓ نے اپنی قربانی کے ذریعے اس آیت کی عملی تفسیر پیش کی اور عدل و انصاف کے اصولوں کو زندہ کیا۔

- **شوریٰ اور مشاورت کا اصول**

حضرت امام حسینؓ کی سیاسی فکر میں شوریٰ اور مشاورت کا ایک اہم مقام تھا۔ آپ نے یزید کی حکومت کو اس لیے مسترد کیا کیونکہ اس میں شوریٰ کا عمل غائب تھا۔ حضرت امام حسینؓ نے اپنی جدوجہد کے ذریعے یہ ثابت کیا کہ اسلامی خلافت میں حکومتی فیصلے شوریٰ کے اصولوں پر مبنی ہونے چاہییے، تاکہ کسی فرد کا تسلط نہ ہو۔

حضرت امام حسینؓ کا موقف: حضرت امام حسینؓ نے خلافت کو ایک اجتماعی ذمہ داری سمجھا، جس میں شوریٰ اور مشاورت کا عمل شامل ہونا چاہیے۔ آپ نے یزید کی حکومت کو اس لیے رد کیا کیونکہ اس میں مشورے اور شوریٰ کا عمل موجود نہیں تھا۔

قرآنی دلیل : "اور آپ ان سے معاملات میں مشورہ کریں۔" (آل عمران: 159)

حضرت امام حسینؓ نے خلافت کے اصولوں کو اپنی زندگی میں اپنایا اور شوریٰ کے عمل کو ضروری سمجھا۔

- **ظلم کے خلاف مزاحمت**

حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد کا ایک اور اہم پہلو ظلم کے خلاف مزاحمت تھا۔ آپ نے یزید کی حکمرانی کو اس لیے رد کیا کیونکہ وہ ظلم، فساد اور دین کے اصولوں کے خلاف تھی۔ حضرت امام حسینؓ نے اپنی جان کی قربانی دے کر یہ ثابت کیا کہ ظلم کے خلاف کھڑا ہونا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

حضرت امام حسینؓ کا موقف: امام حسینؓ نے فرمایا: "میں ظلم کے ساتھ بیعت نہیں کر سکتا۔" (الطبقات الکبری)

یہ حضرت امام حسینؓ کے ظلم کے خلاف جدوجہد کرنے کے موقف کو واضح کرتا ہے کہ اسلامی خلافت میں ظلم کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور ظلم کے خلاف جدوجہد کرنا ضروری ہے۔

قرآنی دلیل: "اور تم ان لوگوں کی طرف نہ جھکنا جو ظلم کرتے ہیں، ورنہ تمہیں آگ چھو جائے گی۔" (ھود: 113)

حضرت امام حسینؓ نے اس آیت کی عملی تفسیر پیش کی اور ظلم کے خلاف قیام کیا۔

- **دینی و اخلاقی ذمہ داری**

حضرت امام حسینؓ کا قیام دینی اور اخلاقی ذمہ داریوں کا اظہار تھا۔ آپ نے خلافت کے اصولوں کی حفاظت اور اسلامی شریعت کے نفاذ کے لیے اپنی جان دی۔ حضرت امام حسینؓ نے اس بات کو واضح کیا کہ اسلامی حکمرانی کا مقصد اللہ کی رضا اور دین کی حقیقی روح کی حفاظت ہے، نہ کہ ذاتی مفادات یا موروثی بادشاہت کا فروغ۔

- **دلائل:** "سب سے افضل جہاد ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا ہے۔" (سنن نسائی)

حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے اس حدیث کو حقیقت میں بدل دیا، اور آپ نے اپنے قیام سے یہ ثابت کیا کہ ظلم کے سامنے کھڑا ہونا اور حق کی حمایت کرنا اسلامی فریضہ ہے۔

• نتیجہ

حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد اسلامی خلافت کے اصولوں کی پاسداری، عدل و انصاف کے قیام، ظلم کے خلاف مزاحمت، اور شریعت کے نفاذ کے لیے تھی۔ آپ نے یزید کی حکمرانی کو مسترد کر کے اسلامی سیاسی نظام کے اصولوں کی بقا کے لیے اپنی جان کی قربانی دی۔ حضرت امام حسینؓ کا قیام ایک اصولی جدوجہد کا عکاس تھا، جس کا مقصد اسلامی خلافت کے اصولوں کی حفاظت تھا۔

حوالہ جات:

1. الطبقات الکبری،ابن سعد، جلد 4، صفحہ 269
2. قرآن، النور: 55۔
3. قرآن، النساء: 58۔
4. قرآن، آل عمران: 159۔
5. ابن سعد، الطبقات الکبری، 269/4
6. قرآن، ھود: 113۔
7. سنن نسائی، حدیث نمبر 4209۔

▪ یزید کی حکمرانی کے خلاف حضرت امام حسینؓ کے اخلاقی و سیاسی دلائل

حضرت امام حسینؓ کی یزید کی حکمرانی کے خلاف اخلاقی و سیاسی دلائل مختلف پہلوؤں سے واضح ہیں، جو ان کے اقدام کو صرف شخصی یا ذاتی اختلافات تک محدود نہیں رکھتے، بلکہ اسلام کے بنیادی اصولوں کی حفاظت اور اس کے سیاسی نظام کو بچانے کی کوشش کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

- **اخلاقی دلائل**

  - **اسلامی اقدار کی حفاظت:** حضرت امام حسینؓ نے یزید کی حکمرانی کو اس لئے مسترد کیا کیونکہ یزید کی حکومت اسلامی اصولوں، اخلاقیات اور عدلیہ کے ساتھ تناقض رکھتی تھی۔ حضرت امام حسینؓ کے مطابق یزید کی شخصیت اور اس کے افعال مسلمانوں کے لیے ایک اخلاقی بحران تھے، اور ان کی حکمرانی اسلام کی روح کے مخالف تھی۔
  - **شہادت کا مفہوم:** حضرت امام حسینؓ کی شہادت کا مقصد صرف اپنی جان کی قربانی دینا نہیں تھا، بلکہ ایک بلند اخلاقی اصول کی پاسداری کرنا تھا۔ وہ اسلام کے اصولوں کو بچانے کے لئے اپنی جان دینے کے لئے تیار تھے، تاکہ مسلمانوں کو اس بات کا شعور ہو سکے کہ یزید جیسے شخص کے ساتھ بیعت کرنا ایک اخلاقی گناہ ہے۔

- **سیاسی دلائل**

  - **حکومت کا دینی فرض:** حضرت امام حسینؓ نے یزید کی حکمرانی کو اس لئے چیلنج کیا کیونکہ یزید کی حکمت عملی اسلامی سیاسی نظام کے بنیادی اصولوں کے خلاف تھی۔ حضرت امام حسینؓ کا ماننا تھا کہ خلافت صرف کسی خاص خاندان یا فرد کے لیے نہیں، بلکہ اُس شخص کے لیے ہونی چاہیے جو اسلام کے اصولوں کو قائم کرے اور امت کی رہنمائی کرے۔
  - **بیعت کی بنیاد:** حضرت امام حسینؓ نے یزید کے ساتھ بیعت کرنے سے انکار کیا کیونکہ انہوں نے اسے ایک جابرانہ، غیر شرعی اور غیر اخلاقی عمل سمجھا۔ حضرت امام حسینؓ کے مطابق یزید کے ساتھ بیعت کرنے سے نہ صرف اسلامی شریعت کی خلاف ورزی ہوتی، بلکہ اس سے اسلامی معاشرتی اور سیاسی اصولوں کا بھی قتل ہوتا۔

- **سیاسی فساد کا خاتمہ:** حضرت امام حسینؓ کا مقصد یزید کی حکمرانی کا خاتمہ کرنا تھاتاکہ اسلامی معاشرت میں فساد اور فتنہ نہ پھیلے۔
  ان کا ماننا تھا کہ یزید کی حکمرانی امت مسلمہ میں تقسیم اور فساد کا سبب بنے گی، جس سے دین کی اصل روح متاثر ہو گی۔

- **نتیجہ**

حضرت امام حسینؓ کے یہ اخلاقی و سیاسی دلائل ہمیں یہ سمجھاتے ہیں کہ ان کا قیام محض ذاتی یا شخصی مخالفات کا نتیجہ نہیں تھا، بلکہ یہ ایک اسلامی اور اخلاقی ضرورت تھی تاکہ امت مسلمہ میں اسلام کے صحیح سیاسی اور اخلاقی اصولوں کی حفاظت کی جا سکے۔

باب چہارم

کربلا کا معرکہ اوراس کے نتائج

- ۴.۱ کربلا کا معرکہ ایک عالمی سیاسی و دینی جدوجہد
  - کربلا کا معرکہ اوراس کا عالمی منظر نامہ
  - کربلا کی جنگ کی اہمیت اور اثرات
  - کربلا کی جنگ اوراس کا سیاسی پہلو

- ۴.۲ حضرت امام حسینؓ کی شہادت اوراس کے بعد کے اثرات
  - حضرت امام حسینؓ کی قربانی اوراس کا دینی و سیاسی پہلو
  - کربلا کے اثرات اور اسلامی تاریخ پر اس کا اثر
  - حضرت امام حسینؓ کی شہادت کا عالمی سطح پر اثر

- ۴.۳ کربلا کے بعد مسلمانوں پر پڑنے والے اثرات
  - کربلا کی جنگ کے سیاسی اثرات
  - مسلمانوں میں بیداری اور سیاسی تحریکوں کی شدت
  - کربلا کے بعد کی فکری و مذہبی جدوجہد

باب چہارم: کربلا کا معرکہ اوراس کے نتائج

اس باب میں کربلا کے معرکے کی تاریخ، اس کے اثرات اور اس کے بعد کے نتائج کا تفصیل سے تجزیہ کیا جائے گا۔ کربلا کی جنگ نہ صرف ایک سیاسی و دینی جدوجہد تھی، بلکہ اس نے اسلامی تاریخ میں ایک نیا موڑ پیدا کیا اور مسلمانوں کی فکری، مذہبی، اور سیاسی زندگی پر گہرے اثرات چھوڑے۔ اس باب کا مقصد کربلا کی جنگ کی اہمیت کو عالمی، دینی، سیاسی، اور فکری تناظر میں سمجھنا ہے اور حضرت امام حسینؓ کی قربانی کے اثرات کو مختلف پہلوؤں سے دیکھنا ہے۔

- ## ۴.۱ کربلا کا معرکہ ایک عالمی سیاسی و دینی جدوجہد

کربلا کا معرکہ اوراس کا عالمی منظر نامہ

کربلا کا معرکہ 10 محرم 61 ہجری کو میدانِ کربلا میں پیش آیا۔ یہ واقعہ دینِ اسلام کی حقیقی اقدار کے تحفظ کے لیے حضرت امام حسینؓ کی قربانی کا شاہکار ہے۔ حضرت امام حسینؓ نے یزید کے ظالمانہ اور غیر اسلامی طرز حکمرانی کو مسترد کرتے ہوئے دینِ محمدیﷺ کی بقا اور اصولوں کی پاسداری کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ یہ معرکہ اپنے اثرات کے لحاظ سے نہ صرف اسلامی تاریخ بلکہ عالمی سطح پر بھی انسانیت کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوا ہے۔

حضرت امام حسینؓ کا مقصد

حضرت امام حسینؓ نے اپنی تحریک کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا: میں نہ تو شہرت کے لیے نکلا ہوں، نہ فساد پھیلانے کے لیے، بلکہ میں اپنے نانا کی امت کی اصلاح کے لیے نکلا ہوں۔ (بحار الانوار)

یہ روایت حضرت امام حسینؓ کے مقصد کی وضاحت کرتی ہے کہ ان کا قیام دین کی اصلاح اور ظلم و جبر کے خاتمے کے لیے تھا۔

ظلم کے خلاف قیام

رسول اللہﷺ نے فرمایا: سب سے افضل جہاد یہ ہے کہ ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہی جائے۔(سنن النسائی)

حضرت امام حسینؑ نے اسی حدیث کے تحت یزید کے خلاف قیام کیا اور اس ظلم و جبر کے نظام کو چیلنج کیا جو اسلامی اصولوں کے خلاف تھا۔

- **کربلا کا عالمی اثر**
    - **مظلوموں کے لیے حوصلہ**

حضرت امام حسینؑ کی قربانی نے دنیا بھر کے مظلوموں کو ظلم کے خلاف کھڑے ہونے کا درس دیا۔ مہاتما گاندھی نے اپنی تحریکِ آزادی میں کربلا کے پیغام سے متاثر ہو کر کہا: "میں نے امام حسینؑ سے سیکھا کہ مظلوم ہونے کے باوجود کامیابی کیسے حاصل کی جاتی ہے۔" (Young India، 1924)

- **انسانی حقوق کا تحفظ**

کربلا کی قربانی انسانی حقوق کی جدوجہد کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ ایڈورڈ گبن، ایک مشہور مورخ، لکھتے ہیں: "دنیا کی کوئی تاریخ حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کی بے مثال قربانی کو نظر انداز نہیں کر سکتی۔" (Decline and Fall of the Roman Empire)

- **اسلامی سیاسی نظام کی بنیاد**

حضرت امام حسینؑ کے قیام نے اسلامی سیاسی نظام کی حقیقی بنیادوں، یعنی عدل، مساوات، اور انسانیت کی خدمت، کو اجاگر کیا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کا ساتھ دو، اور گناہ اور ظلم پر تعاون نہ کرو۔ (سورۃ المائدہ: 2)

- **اخلاقی اصولوں کی حفاظت**

حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: ذلت کو قبول کرنے سے موت بہتر ہے۔ (بحار الانوار)

یہ قول انسانی وقار اور اخلاقی اصولوں کی حفاظت کا واضح درس دیتا ہے۔

• نتیجہ

کربلا کا معرکہ ہر دور میں مظلوموں کے لیے امید اور ظالموں کے لیے تنبیہ کا پیغام ہے۔ حضرت امام حسینؑ کی قربانی نے دنیا کو یہ سکھایا کہ حق اور انصاف کی راہ میں جان دینا سب سے بڑی کامیابی ہے۔ یہ واقعہ آج بھی دنیا بھر کے ان افراد اور اقوام کے لیے مشعلِ راہ ہے جو ظلم و ستم کے خلاف کھڑے ہونے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔

حوالہ جات:

1. بحار الانوار، ج 44، ص 329۔

2. سنن النسائی، حدیث 4209۔

3. Young India، 1924۔

4. ایڈورڈ گبن، Decline and Fall of the Roman Empire، ج 5، باب 50۔

5. قرآن مجید، سورۃ المائدہ: 2۔

6. بحار الانوار، ج 44، ص 192۔

▪ کربلا کی جنگ کی اہمیت اور اثرات

کربلا کی جنگ اسلامی تاریخ کا ایک ایسا غیر معمولی واقعہ ہے جس نے حق و باطل کی جدوجہد کو نئی روح عطا کی۔ میدان کربلا میں حضرت امام حسینؓ اور ان کے جاں نثار ساتھیوں نے یزید کی جابر حکومت کے خلاف قیام کیا اور اسلام کی حقیقی روح کو بچانے کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ یہ جنگ دینی، اخلاقی، سماجی اور سیاسی اہمیت کی حامل ہے، جس کے اثرات اسلامی دنیا اور عالمی سطح پر نمایاں ہوئے۔

• کربلا کی اہمیت

○ دینِ اسلام کی بقا

کربلا کی جنگ حضرت امام حسینؓ کی طرف سے دینِ محمدیﷺ کی بقا کی تحریک تھی۔ آپؓ نے یزید کی بیعت سے انکار کرتے ہوئے فرمایا:

میرے جیسا شخص یزید جیسے شخص کی بیعت نہیں کر سکتا۔ (تاریخ طبری)

یہ بیان اسلام کے اصولوں کی حفاظت اور باطل کے سامنے نہ جھکنے کے عزم کا عکاس ہے۔

○ اسلامی اقدار کی حفاظت

کربلا نے اسلامی اخلاقیات، عدل، اور مساوات کے اصولوں کو زندہ رکھا۔ حضرت امام حسینؓ نے فرمایا: میں نہ خود نمائی کے لیے نکلا ہوں نہ فساد کے لیے، بلکہ اپنے نانا کی امت کی اصلاح کے لیے نکلا ہوں۔ (بحار الانوار)

○ جہاد کا حقیقی مفہوم

کربلا کی جنگ نے یہ واضح کیا کہ جہاد صرف میدان جنگ میں دشمن کے خلاف لڑائی تک محدود نہیں، بلکہ یہ ظلم، ناانصافی اور جبر کے خلاف کلمہ حق بلند کرنے کا نام ہے۔ رسول اللہﷺ نے فرمایا: ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا سب سے بڑا جہاد ہے۔ (سنن النسائی)

- **کربلا کے اثرات**

  - **حق و باطل کی تمیز**

کربلا کی جنگ نے اسلامی معاشرے میں حق و باطل کے درمیان واضح فرق کو اجاگر کیا۔ حضرت امام حسینؑ کی قربانی نے یہ پیغام دیا کہ حق ہمیشہ زندہ رہتا ہے اور باطل فنا ہو جاتا ہے۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: کہہ دیجیے کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔ (سورۃ الإسراء: 81)۔

  - **مظلوموں کے لیے حوصلہ**

حضرت امام حسینؑ کی قربانی دنیا بھر کے مظلوموں کے لیے حوصلے اور امید کا ذریعہ بنی۔ مہاتما گاندھی نے کہا: "اگر میں ہندوستان کو آزاد کرانا چاہتا ہوں تو مجھے امام حسینؑ کی پیروی کرنی ہوگی۔" (Young India، 1924)۔

  - **انقلابی تحریکوں کا آغاز**

کربلا کی جدوجہد نے مختلف انقلابی تحریکوں کو جنم دیا۔ حضرت امام حسینؑ کی قربانی نے یہ درس دیا کہ ظالم حکمرانوں کے خلاف اٹھنا انسانیت کی عظیم ذمہ داری ہے۔

  - **اسلامی سیاسی نظام**

کربلا کی جنگ نے اسلامی خلافت کے حقیقی اصولوں کی وضاحت کی۔ یزید کا نظام طاقت، ظلم، اور جبر پر مبنی تھا، جبکہ حضرت امام حسینؑ نے عدل، تقویٰ، اور شریعت کی بالادستی کے لیے قیام کیا۔

  - **اخلاقی اور روحانی تعلیم**

کربلا نے اخلاقیات، صبر، قربانی، اور وفاداری کے اصولوں کو اجاگر کیا۔ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: (ذلت کی زندگی سے موت بہتر ہے۔) (بحار الانوار)

• نتیجہ

کربلا کی جنگ ایک ایسا پیغام ہے جو ہر دور کے مظلوموں کے لیے امید اور ہر ظالم کے لیے انتباہ کا ذریعہ ہے۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے دنیا کو سکھایا کہ ظلم کے خلاف کھڑے ہونے کے لیے جان دینا افضل ہے۔ کربلا کا معرکہ آج بھی عدل، انصاف، اور انسانی وقار کے لیے ایک مشعلِ راہ ہے۔

حوالہ جات:

1. تاریخ طبری، ج 5، ص 403۔

2. بحار الانوار، ج 44، ص 329۔

3. سنن النسائی، حدیث 4209۔

4. قرآن مجید، سورۃ الإسراء: 81۔

5. Young India، 1924۔

6. Decline and Fall of the Roman Empire، ج 5، باب 50۔

7. بحار الانوار، ج 44، ص 192۔

- ## کربلا کی جنگ اور اس کا سیاسی پہلو

کربلا کا معرکہ تاریخ اسلام کا ایک اہم سیاسی اور مذہبی واقعہ ہے۔ حضرت امام حسینؓ کی قیادت میں یہ جنگ یزید کی حکومت کے خلاف ایک سیاسی مزاحمت کی علامت بنی۔ اس جنگ کا سیاسی پہلو صرف ایک معرکہ نہیں تھا بلکہ یہ حکومتی بدعنوانی، ظلم، اور اسلامی اصولوں کی پامالی کے خلاف ایک عالمگیر احتجاج تھا۔ حضرت امام حسینؓ نے اپنی جان کی قربانی دے کر یہ پیغام دیا کہ اسلامی سیاست میں عدل، انصاف، اور عوام کے حقوق کی حفاظت ہونی چاہیے، نہ کہ کسی فرد یا خاندان کے ذاتی مفادات کا حصول۔

- ### سیاسی پہلو

  - #### یزید کی بیعت اور حضرت امام حسینؓ کا انکار

کربلا کی جنگ کا آغاز یزید بن معاویہ کی خلافت کے معاملے سے ہوا۔ یزید نے خلافت کو ایک موروثی حکمرانی کے طور پر اپنانا شروع کیا، جو اسلام کے اصولوں کے خلاف تھا۔ حضرت امام حسینؓ نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا، کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یزید کی حکمرانی جابرانہ اور غیر اسلامی ہے۔ حضرت امام حسینؓ نے فرمایا: "میرے جیسا شخص یزید جیسے شخص کی بیعت نہیں کر سکتا" (تاریخ طبری)

یہ الفاظ حضرت امام حسینؓ کے موقف کو ظاہر کرتے ہیں کہ خلافت کا مقصد صرف اور صرف عوام کی فلاح و بہبود اور اسلام کے اصولوں کا نفاذ ہونا چاہیے، نہ کہ کسی فرد یا خاندان کے مفاد کی تکمیل۔

  - #### خلافت کا حقیقی مفہوم

حضرت امام حسینؓ کے قیام نے اسلامی خلافت کے حقیقی مفہوم کو واضح کیا۔ آپ نے یہ پیغام دیا کہ خلافت ایک امانت ہے، جو عوام کے لیے عدل و انصاف کے قیام کے لیے منتخب کی جاتی ہے۔ حضرت امام حسینؓ کا انکار اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ یزید جیسے شخص کی خلافت میں اسلامی اصولوں اور عوام کے حقوق کا تحفظ ممکن نہیں۔ حضرت امام حسینؓ کے لیے خلافت کا مقصد عوام کی فلاح و بہبود اور دین کی بقا تھا، نہ کہ ذاتی اقتدار۔

- اسلامی اصولوں کی حفاظت

کربلا کی جنگ میں حضرت امام حسینؑ نے اس بات کو اجاگر کیا کہ حکومت کے لیے اسلامی اصولوں کی پابندی ضروری ہے۔ یزید کی حکومت ظلم، فساد اور بے انصافی پر مبنی تھی، جو اسلام کے اصولوں سے متصادم تھی۔ حضرت امام حسینؑ کا قیام اس بات کا غماز تھا کہ اگر حکومت اسلامی اصولوں سے منحرف ہو جائے تو اس کے خلاف قیام کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

- سیاسی بیداری اور اصلاح کی کوشش

کربلا کی جنگ نے مسلمانوں کو یہ سکھایا کہ جب بھی حکومت ظلم اور جبر کا شکار ہو، اس کے خلاف آواز اٹھانی چاہیے۔ حضرت امام حسینؑ کی قیادت نے یہ پیغام دیا کہ اسلام میں حکومت کا مقصد عوام کے حقوق کا تحفظ اور عدل کی فراہمی ہے۔ حضرت امام حسینؑ نے اپنی قربانی سے یہ بھی ثابت کیا کہ سیاسی جدوجہد کا مقصد صرف ذاتی اقتدار کا حصول نہیں، بلکہ عوام کی فلاح اور اسلامی اقدار کا تحفظ ہونا چاہیے۔

- کربلا کے اثرات

کربلا کی جنگ کے سیاسی اثرات دور رس تھے۔ حضرت امام حسینؑ کی قربانی نے دنیا بھر میں ظلم و جبر کے خلاف سیاسی تحریکوں کو جنم دیا۔ یزید کی حکومت کے خلاف حضرت امام حسینؑ کی قیادت ایک عالمگیر احتجاج بن گئی، جس نے سیاسی رہنماؤں اور عوام کو یہ سکھایا کہ ظلم کے خلاف قیام کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ حضرت امام حسینؑ کا یہ پیغام آج بھی سیاسی جدوجہد اور انقلاب کے لیے ایک رہنما اصول کے طور پر موجود ہے۔

- **نتیجہ**

کربلا کی جنگ صرف ایک جنگ نہیں تھی بلکہ یہ اسلامی سیاسی نظام کی بقا کے لیے ایک عظیم تحریک تھی۔ حضرت امام حسینؑ کی قیادت نے یہ ثابت کیا کہ اسلامی حکومت کا مقصد عدل و انصاف کا نفاذ، عوام کے حقوق کی حفاظت اور اسلامی اصولوں کی پاسداری ہے۔ یہ

معرکہ سیاسی مزاحمت، اسلامی خلافت کی حقیقت اور عدل کی بالادستی کا پیغام دے گیا، جس کا اثر آج بھی ہر ظلم کے خلاف کھڑے ہونے والوں کے لیے رہنمائی کا باعث ہے۔

حوالہ جات:

1. تاریخ طبری، ج 5، ص 403۔

- **۴.۲ حضرت امام حسینؓ کی شہادت اور اس کے بعد کے اثرات**

  - **حضرت امام حسینؓ کی قربانی اور اس کا دینی و سیاسی پہلو**

حضرت امام حسینؓ کی قربانی تاریخ اسلام کا ایک بے مثال اور غیر معمولی واقعہ ہے، جو نہ صرف ایک جنگ کی شکل میں منعقد ہوا بلکہ اس نے دین اسلام اور سیاسی نظام پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ کربلا میں حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے یہ ثابت کیا کہ دین کی بقا اور اسلام کے حقیقی اصولوں کا تحفظ اس بات سے زیادہ اہم ہے کہ انسان اپنے ذاتی مفادات کو مدنظر رکھے۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی کا دینی اور سیاسی پہلو ایک دوسرے سے جڑا ہوا ہے، جس نے مسلمانوں کو دینِ اسلام کے حقیقی مفہوم اور اسلامی حکومت کے صحیح تصور کو سمجھنے کا موقع دیا۔

- **دینی پہلو**

  - **اسلامی اصولوں کی حفاظت**

حضرت امام حسینؓ نے اپنی قربانی کے ذریعے اسلامی اصولوں کی حفاظت کی۔ یزید کی حکومت اسلامی تعلیمات کے منافی تھی، اور حضرت امام حسینؓ نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے اپنی جان کی قربانی دی۔ حضرت امام حسینؓ کا مقصد اسلامی شریعت کی اصل روح کو برقرار رکھنا تھا، اور آپؓ نے اس بات کا واضح پیغام دیا کہ دین اسلام کی بقا کے لیے جان کی قربانی دینا کسی بھی مصلحت سے کہیں زیادہ ضروری ہے۔

  - **حق و باطل کا فرق**

حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے ایک دفعہ پھر حق و باطل کے درمیان واضح فرق کو اجاگر کیا۔ آپؓ نے یزید کے جابرانہ نظام کے خلاف قیام کیا، جو ظلم، فساد، اور اسلام کے اصولوں سے منحرف تھا۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے دنیا کو یہ پیغام دیا کہ جب تک حق کے راستے پر چلا جائے گا، حق کبھی فنا نہیں ہوگا، اور باطل ہمیشہ مٹ جائے گا۔ قرآن میں بھی ارشاد ہے: کہہ دو کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔ (سورۃ الإسراء: 81)۔

- ○ روحانیت اور قربانی کا درس

حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے روحانیت، ایثار، اور قربانی کا ایسا سبق دیا کہ یہ انسانی تاریخ کا لازوال حصہ بن گیا۔ آپؓ نے اپنی قربانی کے ذریعے دین اسلام کو ایک نئی زندگی بخشی، اور آپؓ کے عمل نے انسانیت کو یہ سکھایا کہ ایمان اور حقیقت کے راستے پر چلنا کسی بھی قربانی سے بالاتر ہے۔

- **سیاسی پہلو**

- ○ ظلم کے خلاف مزاحمت

حضرت امام حسینؓ کا قیام ظلم و جبر کے خلاف تھا۔ یزید کی حکومت نے اسلامی خلافت کو موروثی حکمرانی میں تبدیل کر دیا تھا، اور حضرت امام حسینؓ نے اس نظام کو مسترد کرتے ہوئے بیعت سے انکار کیا۔ حضرت امام حسینؓ کی قیادت میں کربلا کا معرکہ ایک سیاسی مزاحمت کی علامت بن گیا، جس نے یہ ثابت کیا کہ جب بھی حکومت ظلم اور بے انصافی پر مبنی ہو، اس کے خلاف قیام کرنا ایک دینی اور سیاسی فریضہ ہے۔

- ○ اسلامی خلافت کا صحیح تصور

کربلا کی جنگ نے اسلامی خلافت کے صحیح تصور کو واضح کیا۔ حضرت امام حسینؓ کے مطابق خلافت کا مقصد عوام کی فلاح، عدل، اور اسلام کے اصولوں کا نفاذ ہے، نہ کہ طاقت اور اقتدار کا غلط استعمال۔ یزید کی حکومت میں اسلامی اصولوں کی پامالی ہو رہی تھی، اور حضرت امام حسینؓ نے اس کے خلاف قیام کر کے اسلامی سیاسی نظام کی اصل روح کو اجاگر کیا۔

- ○ عوام کے حقوق کی حفاظت

حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے مسلمانوں کو یہ سکھایا کہ حکومت کا مقصد عوام کے حقوق کی حفاظت ہے۔حضرت امام حسینؓ کا قیام ایک عالمگیر پیغام تھا کہ جب حکومت کے فیصلے عوام کے مفاد کے خلاف ہوں، تو اس کے خلاف آواز اٹھانا ضروری ہے۔ حضرت امام حسینؓ نے اپنے عمل سے یہ ظاہر کیا کہ اسلامی سیاست میں89م کی فلاح و بہبود سب سے اہم ہے۔

- **عالمی تحریک کا آغاز**

حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے دنیا بھر میں ظلم و جبر کے خلاف سیاسی تحریکوں کو جنم دیا۔ آپؓ کی قربانی ایک عالمگیر احتجاج بن گئی، جس نے نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام انسانوں کو یہ سکھایا کہ ظلم کے خلاف کھڑا ہونا اور اس کے خلاف جدوجہد کرنا انسانی حقوق کا تحفظ کرنے کے مترادف ہے۔ حضرت امام حسینؓ کا پیغام آج بھی عالمی سطح پر سیاسی جدوجہد کی ایک علامت ہے۔

- **نتیجہ**

حضرت امام حسینؓ کی قربانی ایک نہ صرف دینی بلکہ سیاسی حقیقت بھی ہے۔ حضرت امام حسینؓ نے اپنے عمل سے یہ ثابت کیا کہ دین اسلام کے اصولوں کی حفاظت اور عوامی حقوق کا تحفظ سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔ آپؓ کی قربانی نے اسلامی حکومت اور سیاست کا حقیقی مفہوم دنیا کے سامنے پیش کیا، اور آج بھی کربلا کا معرکہ ہر ظلم کے خلاف کھڑے ہونے والوں کے لیے ایک رہنمائی کا نشان ہے۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے یہ سکھایا کہ جب تک انسان اپنے اصولوں پر قائم رہتا ہے، وہ کبھی بھی ظالم حکمرانوں کے سامنے جھکنے کے بجائے اپنی جان قربان کر کے بھی سچائی کے راستے پر قائم رہتا ہے۔

حوالہ جات:

1. قرآن مجید، الإسراء: 81۔

▪ کربلا کے اثرات اور اسلامی تاریخ پر اس کا اثر

کربلا کا معرکہ محض ایک جنگ نہ تھی بلکہ اسلامی تاریخ میں ایک سنگ میل کے طور پر سامنے آئی۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے نہ صرف دینِ اسلام کی بقا کو ممکن بنایا، بلکہ اس نے اسلامی تاریخ پر گہرے اثرات مرتب کیے جو آج تک محسوس کیے جاتے ہیں۔ کربلا کے اثرات نے اسلامی معاشرتی، سیاسی، اور روحانی جہتوں کو تبدیل کیا اور آج بھی دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے ایک اہم سیاسی اور مذہبی تحریک ہے۔

• کربلا کے اثرات

○ دینی اثرات

کربلا کی جنگ نے اسلام کی حقیقت اور اس کے اصولوں کو مزید واضح کیا۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے دینِ اسلام کی اصل روح کو زندہ رکھا، اور یہ ثابت کیا کہ اسلام کا مقصد ظلم کے خلاف جدوجہد، عدل و انصاف کا قیام اور انسانی حقوق کا تحفظ ہے۔ حضرت امام حسینؓ کا قیام ایک عالمگیر پیغام تھا کہ دین کی بقا کے لیے جان دینا ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔ یہ پیغام اسلام کی ایک ابدی حقیقت بن گیا، جو دنیا بھر میں اسلام کے پیروکاروں کو متحد کرتا ہے۔

کربلا کی قربانی نے یہ بھی سکھایا کہ ظالم حکمرانوں کے سامنے جھکنا اور بے انصافی کو برداشت کرنا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ حضرت امام حسینؓ کا یہ عمل ہر دور میں مسلمانوں کے لیے ایک رہنمائی کا ذریعہ بن گیا۔

○ سیاسی اثرات

کربلا نے اسلامی سیاست کو ایک نیا رخ دیا۔ حضرت امام حسینؓ کا قیام اور ان کی قربانی نے خلافت کے اصولوں کی حفاظت کی۔ یزید کی حکومت اسلامی اصولوں سے منحرف تھی اور اس کا طرز حکمرانی ظلم، جبر اور فساد پر مبنی تھا۔ حضرت امام حسینؓ نے اس کے خلاف قیام کیا، اور یہ ثابت کیا کہ جب حکومت ظلم کے راستے پر ہو، تو اس کے خلاف قیام کرنا ایک دینی اور سیاسی فرض ہے۔

کربلا کا اثر اسلامی سیاسی نظام پر گہرا تھا، جس نے یہ سکھایا کہ حکومت کا مقصد عوام کی فلاح، عدل اور اسلام کے اصولوں کا نفاذ ہونا چاہیے، نہ کہ اقتدار کی لالچ اور ذاتی مفادات کی تکمیل۔

- **معاشرتی اثرات**

کربلا نے اسلامی معاشرتی نظام میں ایک تبدیلی کی راہ ہموار کی۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے ظلم کے خلاف آواز اٹھانے اور انصاف کے قیام کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ اس نے معاشرتی سطح پر اس بات کو واضح کیا کہ کسی بھی جابر حکمران کے خلاف مزاحمت کرنا ضروری ہے تاکہ معاشرت میں عدل اور برابری قائم ہو۔

کربلا نے مسلمانوں کو یہ سکھایا کہ کوئی بھی طاقتور حکمران اپنے عوام کے حقوق اور ان کی فلاح کو نظرانداز نہ کرے، اور اگر ایسا ہو تو عوام کا فرض ہے کہ وہ ظلم کے خلاف آواز اٹھائیں۔

- **روحانی اثرات**

کربلا کی قربانی نے روحانیت کے نئے ابواب کو کھولا۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے اسلام میں ایثار، قربانی، صبر اور ایمان کی اصل روح کو مزید گہرائی سے اجاگر کیا۔ حضرت امام حسینؓ کا عمل مسلمانوں کے لیے ایک روحانی معیار بن گیا، جس نے نہ صرف اسلامی دنیا بلکہ پوری انسانیت کو یہ سبق دیا کہ ایمان کی سچائی کو کسی بھی قیمت پر ترجیح دینی چاہیے۔

یہ واقعہ روحانیت میں جرات، قربانی، اور ایثار کا ایک مثالی نمونہ بن چکا ہے، جو آج بھی ہر مسلمان کے دل میں زندہ ہے۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے دنیا کو یہ سکھایا کہ ایمان اور حق کے راستے پر چلنا کبھی بھی آسان نہیں ہوتا، لیکن اس راستے پر چل کر انسان کا کردار بہتر اور مضبوط بن سکتا ہے۔

- **کربلا کے اثرات کی عالمی سطح پر گونج**

کربلا کی جنگ نے نہ صرف اسلامی تاریخ پر اثر ڈالا بلکہ اس کے اثرات عالمی سطح پر بھی محسوس کیے گئے۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے انسانوں کو یہ پیغام دیا کہ ظلم کے خلاف قیام کرنا ایک عالمگیر حق ہے، جو انسانیت کی فلاح اور اس کے حقوق کے لیے ضروری ہے۔ اس جنگ کے نتیجے میں دنیا بھر میں ظلم کے خلاف اٹھنے والی تحریکوں کو تقویت ملی، اور حضرت امام حسینؓ کا پیغام آج بھی مختلف سیاسی اور سماجی جدوجہدوں کا حصہ ہے۔

کربلا کا پیغام ہر دور کے مظلوموں اور انصاف کے طالبوں کے لیے ایک قوت اور رہنمائی کا ذریعہ بنا ہے۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے پوری دنیا کو یہ سکھایا کہ ہر شخص کو اپنی اقدار کے لیے لڑنے کا حق ہے، چاہے اس کے لیے کتنی بھی بڑی قربانی دینی پڑے۔

- **نتیجہ**

کربلا کا معرکہ نہ صرف ایک جنگ تھی بلکہ اس کے اثرات اسلامی تاریخ اور عالمی سیاست پر گہرے اثرات مرتب کرنے والی ایک عظیم تحریک تھی۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے دینِ اسلام، سیاست، معاشرت، اور روحانیت کے میدانوں میں تبدیلیاں لائیں، اور یہ پیغام دیا کہ عدل، انصاف اور انسانیت کے اصولوں کا نفاذ سب سے اہم ہے۔ کربلا کی قربانی نے اسلام کو ایک نئی زندگی بخشی اور آج بھی ہر انسان کے دل میں ایک نئی روشنی کی کرن کے طور پر زندہ ہے۔

▪ حضرت امام حسینؓ کی شہادت کا عالمی سطح پر اثر

حضرت امام حسینؓ کی شہادت نے تاریخ اسلام اور عالمی سطح پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ 10 محرم 61 ہجری کو کربلا میں حضرت امام حسینؓ کی قربانی نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ پوری انسانیت کے لیے ایک ابدی پیغام بن گئی۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی کے ذریعے ظلم کے خلاف مزاحمت، حق کی حفاظت، اور انسانی حقوق کے اصولوں کی اہمیت اجاگر ہوئی۔ اس واقعے کے اثرات کا دائرہ اسلامی دنیا تک محدود نہیں رہا بلکہ عالمی سطح پر اس کا اثر دیکھا گیا۔

○ انسانی حقوق کی تحریکیں

حضرت امام حسینؓ کی شہادت نے عالمی سطح پر انسانی حقوق کی جدوجہد کو تقویت دی۔ حضرت امام حسینؓ کا قیام ظلم کے خلاف تھا اور ان کی قربانی نے دنیا بھر میں یہ پیغام دیا کہ ظلم کے خلاف اٹھنا ہر انسان کا حق ہے۔ اس شہادت نے عالمی تحریکوں میں ایک نئی لہر دوڑائی، جیسے کہ جمہوریت، آزادی، اور حقوق کے لیے اٹھنے والی تحریکیں، جنہوں نے حضرت امام حسینؓ کی قربانی سے حوصلہ حاصل کیا۔

مہاتما گاندھی نے حضرت امام حسینؓ کی قربانی کو اپنے نظریات کے ساتھ ہم آہنگ قرار دیتے ہوئے کہا: "میں نے امام حسینؓ سے سیکھا کہ مظلوم ہونے کے باوجود فتح کیسے حاصل کی جاتی ہے" (Young India، 1924)

یہ پیغام اس بات کا غماز ہے کہ حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے ظلم کے خلاف مزاحمت کے اصولوں کو دنیا بھر میں فروغ دیا۔

○ اسلامی دنیا میں سیاسی اصلاحات

حضرت امام حسینؓ کی شہادت نے اسلامی تاریخ میں سیاسی اصلاحات کا راستہ ہموار کیا۔ یزید کی حکومت کے خلاف حضرت امام حسینؓ کا قیام اسلامی خلافت کے اصل مفہوم کی طرف اشارہ کرتا ہے، جس کا مقصد عوام کی فلاح، عدل، اور انصاف تھا۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے یہ ثابت کیا کہ اسلامی حکومت کا مقصد صرف اقتدار کا حصول نہیں، بلکہ انسانیت کے اصولوں کا نفاذ اور عوام کے حقوق کا تحفظ ہے۔ اس پیغام نے بعد میں آنے والی سیاسی تحریکوں اور اصلاحات میں گہرے اثرات مرتب کیے۔

- **عالمی مزاحمت کی علامت**

حضرت امام حسینؓ کی شہادت نے عالمی سطح پر ظلم و جبر کے خلاف ایک مضبوط مزاحمت کی علامت قائم کی۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے دنیا کو یہ پیغام دیا کہ جب حکمران ظالم ہوں اور عوام کے حقوق پامال کیے جا رہے ہوں، تو اس کے خلاف اٹھنا اور اس کا مقابلہ کرنا انسانیت کا فرض ہے۔ یہ پیغام عالمی تحریکوں میں ایک رہنمائی کا ذریعہ بن گیا۔ کئی ممالک میں جہاں جبر اور ظلم کے خلاف عوامی مزاحمت ہو رہی تھی، حضرت امام حسینؓ کا پیغام ان تحریکوں کے لیے حوصلے کا باعث بنا۔

- **روحانیت اور ایمان کا پیغام**

حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے دنیا بھر میں روحانیت کے معنی کو نیا رخ دیا۔ آپؑ نے ثابت کیا کہ انسان کا ایمان اور سچائی کے راستے پر چلنا اس کی سب سے بڑی کامیابی ہے، چاہے اس کے لیے جان کی قربانی دینی پڑے۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے انسانوں کو یہ سکھایا کہ ایمان کی سچائی کے راستے پر چلنا اور ظلم کے سامنے نہ جھکنا حقیقی فتح ہے۔ یہ پیغام نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام انسانوں کے لیے ہے کہ ظلم کے خلاف کھڑے ہونا ایک مقدس عمل ہے۔

- **ثقافتی اثرات**

حضرت امام حسینؓ کی شہادت نے ایک نئی ثقافت کو جنم دیا، جو ایثار، قربانی، عدل، اور انصاف پر مبنی تھی۔ کربلا کی قربانی اور حضرت امام حسینؓ کا پیغام آج بھی دنیا بھر میں عزاداری، مجالس اور تقاریب کی شکل میں زندہ ہے۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے پوری دنیا میں ایک ایسی ثقافت کو فروغ دیا جو ظلم کے خلاف کھڑے ہونے کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے۔ یہ ثقافتی اثرات نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلموں تک بھی پہنچے ہیں، جو حضرت امام حسینؓ کی قربانی سے متاثر ہو کر اپنی جدوجہد کو جاری رکھتے ہیں۔

- دنیا بھر میں اسلامی اور غیر اسلامی تحریکوں پر اثر

حضرت امام حسینؑ کی قربانی نے نہ صرف اسلامی دنیا کو متاثر کیا بلکہ اس کے اثرات غیر اسلامی دنیا تک بھی پہنچے۔ حضرت امام حسینؑ کا پیغام ہر دور میں ظلم کے خلاف اٹھنے والے عالمی رہنماؤں اور تحریکوں کے لیے ایک مشعل راہ ثابت ہوا۔ یورپ، ایشیا، اور دیگر خطوں میں مختلف تحریکوں نے حضرت امام حسینؑ کے پیغام کو اپنانا شروع کیا، جس نے سیاسی، سماجی اور ثقافتی میدانوں میں اہم تبدیلیاں لائیں۔

- **نتیجہ**

حضرت امام حسینؑ کی شہادت کا عالمی سطح پر اثر دور رس تھا۔ اس نے دنیا کو ظلم کے خلاف مزاحمت کی اہمیت، عدل کی ضرورت، اور انسانوں کے حقوق کے تحفظ کی حقیقت سمجھائی۔ حضرت امام حسینؑ کی قربانی آج بھی دنیا بھر میں ایک طاقتور علامت ہے، جو ہر اس تحریک کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہے جو ظلم کے خلاف کھڑی ہے۔ حضرت امام حسینؑ کا پیغام انسانیت کی آزادی، حقوق، اور عدل کا درس دیتا ہے جو ہر دور میں اور ہر خطے میں زندہ رہنے کے قابل ہے۔

حوالہ جات:

1. ایم کے گاندھی، Young India، 1924۔

• ۴.۳ کربلا کے بعد مسلمانوں پر پڑنے والے اثرات

▪ کربلا کی جنگ کے سیاسی اثرات

کربلا کا معرکہ تاریخ اسلام کا ایک سنگ میل تھا، جس نے نہ صرف مذہبی بلکہ سیاسی سطح پر بھی اہم اثرات مرتب کیے۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے اسلامی سیاست کو نئی جہت دی اور اس نے حکومتی نظام کے اصولوں کو چیلنج کیا۔ کربلا کی جنگ کے سیاسی اثرات نے اسلامی معاشرت میں اصلاحات کی ضرورت کو اجاگر کیا اور اس بات کا پیغام دیا کہ جب تک حکمران اسلامی اصولوں اور عوام کے حقوق کا احترام نہیں کرتے، ان کے خلاف مزاحمت ضروری ہے۔ یہ واقعہ ایک ایسا نقطہ عطف ثابت ہوا جس نے اسلامی سیاست اور حکومتی نظام کی حقیقت کو واضح کیا۔

○ اسلامی خلافت کے اصل اصولوں کا انکشاف

کربلا کی جنگ نے اسلامی خلافت کے حقیقی تصور کو اجاگر کیا۔ حضرت امام حسینؓ نے اپنی قربانی سے یہ ثابت کیا کہ خلافت کا مقصد اقتدار کا حصول یا موروثی حکمرانی نہیں، بلکہ عوام کے حقوق کا تحفظ، عدل و انصاف کا قیام، اور دین اسلام کے اصولوں کا نفاذ ہے۔ یزید کی حکومت اسلامی خلافت کے ان اصولوں کے خلاف تھی، اور حضرت امام حسینؓ نے اس کی مخالفت کر کے ایک واضح پیغام دیا کہ جب تک حکمران اسلامی احکام کے مطابق عوام کے حقوق کی حفاظت نہیں کرتے، ان کے خلاف قیام کرنا ضروری ہے۔

○ ظلم کے خلاف سیاسی مزاحمت کا آغاز

حضرت امام حسینؓ کا قیام سیاسی مزاحمت کی ایک نئی صورت میں سامنے آیا۔ حضرت امام حسینؓ نے یزید کے جابرانہ حکومتی نظام کے خلاف قیام کیا، جو ظلم، فساد اور غیر اسلامی طرز حکمرانی پر مبنی تھا۔ حضرت امام حسینؓ نے کربلا میں اپنی جان کی قربانی دے کر یہ پیغام دیا کہ ظلم کے خلاف سیاسی مزاحمت ایک دینی فریضہ ہے اور ظلم کے سامنے سر تسلیم خم کرنا اسلام کے اصولوں کے خلاف ہے۔

کربلا کا معرکہ اسلامی تاریخ میں پہلی بار سیاسی مزاحمت کی علامت کے طور پر ابھرا، جسے بعد میں آنے والی سیاسی تحریکوں اور انقلابوں نے اپنا شعار بنایا۔ حضرت امام حسینؓ نے اس جنگ کے ذریعے یہ بھی ثابت کیا کہ کسی بھی حکومتی نظام میں ظلم و جبر کے خلاف اٹھنا ایک مسلم کا فرض ہے، اور اس کے لیے جان کی قربانی دینا بھی جائز ہے۔

- **اسلامی سیاسی نظام میں اصلاحات کی ضرورت**

کربلا کے سیاسی اثرات نے اسلامی معاشرت میں اصلاحات کی ضرورت کو اجاگر کیا۔ حضرت امام حسینؓ کا قیام ایک طرح سے اسلامی حکومت میں اصلاحات کی آواز تھا۔ یزید کی حکومت میں حکومتی اختیارات کا غلط استعمال، عوامی حقوق کی پامالی، اور اسلام کے حقیقی اصولوں کا انکار ہو رہا تھا۔ حضرت امام حسینؓ نے اس کے خلاف قیام کر کے اس بات کا پیغام دیا کہ جب تک اسلامی خلافت عوام کے مفاد میں کام نہیں کرتی، اس میں اصلاحات کی ضرورت ہے۔

یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسلامی سیاست میں عوام کی فلاح و بہبود اور انصاف کی فراہمی ضروری ہے۔ حضرت امام حسینؓ کے قیام نے مسلمانوں کو یہ سکھایا کہ حکومت کا مقصد صرف طاقت کا حصول نہیں ہونا چاہیے، بلکہ عوام کے حقوق کا تحفظ اور عدل و انصاف کا قیام ہونا چاہیے۔

- **اسلامی خلافت کے خلاف موروثیت کی مخالفت**

کربلا کا معرکہ اسلامی خلافت کے موروثی ہونے کے خلاف ایک احتجاج تھا۔ یزید کی حکومت نے خلافت کو ایک موروثی حکمرانی میں تبدیل کر دیا تھا، جو اسلامی اصولوں کے مطابق نہیں تھا۔ حضرت امام حسینؓ نے اس نظام کے خلاف قیام کیا اور اس بات کو واضح کیا کہ خلافت عوامی عہدہ ہے، جو اس شخص کو ملنا چاہیے جو دین کی سمجھ رکھتا ہو اور جو عوام کے مفاد میں فیصلے کرے۔

اس تحریک نے خلافت کے موروثی تصور کے خلاف ایک نئی آواز بلند کی اور بعد میں آنے والی تحریکوں اور قیادتوں میں اس کا اثر واضح ہوا۔

- عالمی سیاسی تحریکوں پر اثر

کربلا کی جنگ اور امام حسینؑ کی قربانی نے نہ صرف اسلامی دنیا میں بلکہ دنیا بھر میں سیاسی تحریکوں پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ حضرت امام حسینؑ کی قربانی ایک عالمگیر پیغام بن گئی، جس نے جبر، فساد، اور ظلم کے خلاف ہر سیاسی تحریک کو حوصلہ دیا۔ مختلف انقلابی تحریکوں نے حضرت امام حسینؑ کے اصولوں کو اپنا شعار بنایا اور ان کی قربانی سے متاثر ہو کر ظلم کے خلاف اٹھنے کا عزم کیا۔

اس شہادت نے سیاسی رہنماؤں کو یہ سکھایا کہ ایک قوم یا عوام کی رہنمائی کرنے والے قائد کو اسلام کے اصولوں پر قائم رہنا چاہیے اور وہ کبھی بھی اپنے عوام کے حقوق سے غافل نہیں ہو سکتا۔

- سیاسی بیداری اور تبدیلی کی ضرورت

کربلا کے اثرات نے اسلامی معاشرت میں سیاسی بیداری کو جنم دیا۔ حضرت امام حسینؑ کی قربانی نے مسلمانوں کو یہ سکھایا کہ جب تک حکومت اسلامی اصولوں کے مطابق نہیں چل رہی، اس کے خلاف آواز اٹھانا ضروری ہے۔ حضرت امام حسینؑ کے قیام کے نتیجے میں مسلمانوں میں ایک نئی سیاسی آگاہی پیدا ہوئی، جو انہیں ظلم کے خلاف مزاحمت اور اپنے حقوق کی حفاظت کے لیے حوصلہ افزائی فراہم کرتی ہے۔

نتیجہ

کربلا کی جنگ کے سیاسی اثرات آج بھی اسلام کی سیاسی تاریخ کا حصہ ہیں۔ حضرت امام حسینؑ کی قربانی نے اسلامی سیاسی نظام کے اصولوں کو زندہ کیا اور اس بات کو واضح کیا کہ حکومت کا مقصد عوام کی فلاح، عدل، اور انصاف کا نفاذ ہونا چاہیے۔ حضرت امام حسینؑ کا قیام اسلامی خلافت میں اصلاحات، ظلم کے خلاف مزاحمت اور خلافت کے موروثی تصور کے خلاف ایک واضح احتجاج تھا، جس نے اسلامی تاریخ میں ایک نیا باب رقم کیا۔

- **مسلمانوں میں بیداری اور سیاسی تحریکوں کی شدت**

حضرت امام حسینؓ کی شہادت اور کربلا کے معرکے نے نہ صرف دینِ اسلام کی روح کو زندہ رکھا، بلکہ مسلمانوں میں سیاسی بیداری اور تحریکوں کی شدت کو بھی بڑھایا۔ کربلا کا واقعہ مسلمانوں کو ظلم کے خلاف اٹھنے اور اپنے حقوق کے لیے جدوجہد کرنے کی تعلیم دیتا ہے، اور اس کی سیاسی اثرات آج تک محسوس کیے جاتے ہیں۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے ایک ایسی تحریک کو جنم دیا، جس نے نہ صرف اسلامی معاشرے میں بلکہ دنیا بھر میں بیداری پیدا کی اور سیاسی تبدیلیوں کے لیے ایک نئی راہ ہموار کی۔

- **حضرت امام حسینؓ کی قربانی اور سیاسی بیداری**

کربلا کے معرکے نے مسلمانوں میں سیاسی بیداری کی لہر پیدا کی۔ حضرت امام حسینؓ کا قیام ظلم و جبر کے خلاف تھا، اور ان کی قربانی نے یہ پیغام دیا کہ ظلم کے خلاف اٹھنا اور اپنے حقوق کے لیے لڑنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔ حضرت امام حسینؓ نے اپنے عمل سے یہ سکھایا کہ جب تک حکمران عوام کے حقوق اور اسلامی اصولوں کا احترام نہیں کرتے، اس کے خلاف آواز اٹھانا ضروری ہے۔

کربلا کی جنگ کے بعد مسلمانوں میں یہ شعور پیدا ہوا کہ انہیں اپنی تقدیر کو خود بدلنے کا حق ہے اور اگر حکومت ظلم کے راستے پر ہے تو اس کے خلاف کھڑے ہونا چاہیے۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے اسلامی سیاست میں ایک نئی بیداری کو جنم دیا، جس کا اثر بعد کی سیاسی تحریکوں اور اصلاحات پر پڑا۔

- **سیاسی تحریکوں کی شدت**

حضرت امام حسینؓ کی شہادت نے سیاسی تحریکوں کی شدت میں اضافہ کیا اور مختلف اسلامی اور غیر اسلامی معاشروں میں عوامی بیداری کا باعث بنی۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے اس بات کو واضح کیا کہ حکومت کا مقصد عوام کی فلاح و بہبود اور اسلامی اصولوں کا نفاذ ہونا چاہیے۔ اس پیغام کو اپنانے والی سیاسی تحریکوں نے خلافت کے موروثی نظام، جابرانہ حکمرانی، اور ظلم کے خلاف جدوجہد کو ایک تحریک کے طور پر اختیار کیا۔ کربلا کے اثرات نے سیاسی تبدیلیوں کی لہر پیدا کی، جس میں عوام نے حکومتی ظلم کے خلاف اپنی آواز بلند کی اور آزادی

کے حق میں جدوجہد کی۔ ان تحریکوں نے حضرت امام حسینؓ کی قربانی کو اپنے اصولوں کے طور پر اپنایا اور ان کی قربانی کے اصولوں کو ایک رہنمائی کے طور پر استعمال کیا۔

- **اسلامی تحریکوں پر اثرات**

کربلا کے اثرات نے مسلمانوں کے مختلف طبقوں میں ایک سیاسی آگاہی پیدا کی۔ یہ بیداری خلافت کے صحیح اصولوں، عوامی حقوق، اور اسلامی حکومت کے نئے تصور کے گرد مرکوز تھی۔ حضرت امام حسینؓ کا قیام اسلامی سیاسی فکر میں ایک انقلاب کی حیثیت رکھتا تھا، اور اس نے اسلامی دنیا میں خلافت کے موروثی نظام کے خلاف ایک طاقتور آواز بلند کی۔

اس سیاسی بیداری نے بعد میں آنے والی اسلامی تحریکوں کو حوصلہ دیا، جنہوں نے حضرت امام حسینؓ کے اصولوں اور قربانی سے متاثر ہو کر سیاسی جدوجہد کی۔ ان تحریکوں نے اسلامی معاشرت میں عدل و انصاف کے قیام، عوامی حقوق کے تحفظ، اور جابرانہ حکمرانی کے خاتمے کے لیے اپنی جدوجہد کی۔

- **غیر مسلم تحریکوں پر اثرات**

کربلا کا پیغام صرف مسلمانوں تک محدود نہیں رہا، بلکہ اس نے عالمی سطح پر غیر مسلم تحریکوں کو بھی متاثر کیا۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے ظلم کے خلاف مزاحمت کے اصولوں کو عالمی سطح پر مقبول بنایا۔ مہاتما گاندھی اور دیگر سیاسی رہنماؤں نے حضرت امام حسینؓ کی قربانی کو اپنے نظریات کے مطابق اپنایا اور کہا کہ حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے یہ سکھایا کہ ظلم کے خلاف اٹھنا اور حق کی حمایت کرنا انسانیت کا فریضہ ہے، چاہے اس کے لیے جان کی قربانی دینا پڑے۔

مہاتما گاندھی نے حضرت امام حسینؓ سے سیکھا کہ کس طرح ایک مظلوم ہونے کے باوجود فتح حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس طرح، حضرت امام حسینؓ کی شہادت نے نہ صرف اسلامی دنیا میں بلکہ عالمی سیاسی تحریکوں میں بھی اہم اثرات مرتب کیے۔

○ اسلامی جمہوریت کی بنیاد کی تشکیل

کربلا کی جنگ نے مسلمانوں میں اسلامی جمہوریت کے نظریے کی بنیاد رکھی۔ حضرت امام حسینؓ کے قیام نے یہ پیغام دیا کہ حکومت کا مقصد عوام کے مفاد میں فیصلے کرنا اور اسلامی اصولوں کا نفاذ ہے۔ حضرت امام حسینؓ نے اپنی قربانی کے ذریعے اسلامی سیاسی نظام کے اصل اصولوں کو اجاگر کیا، جو بعد میں آنے والی سیاسی تحریکوں میں جمہوریت، عوامی حقوق اور عدل کے حوالے سے نئے اصولوں کی بنیاد ثابت ہوئے۔

• نتیجہ

کربلا کی جنگ اور حضرت امام حسینؓ کی شہادت نے مسلمانوں میں سیاسی بیداری کو جنم دیا اور مختلف سیاسی تحریکوں کی شدت میں اضافہ کیا۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے اسلامی دنیا کو نہ صرف اپنی حکومت اور خلافت کے اصولوں پر غور کرنے کی دعوت دی، بلکہ اس نے عالمی سطح پر ظلم کے خلاف اٹھنے والی تحریکوں کو بھی متاثر کیا۔ حضرت امام حسینؓ کا پیغام آج بھی ایک طاقتور رہنمائی کا نشان ہے جو مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں کے لیے ظلم کے خلاف کھڑے ہونے کا حوصلہ فراہم کرتا ہے۔

- **کربلا کے بعد کی فکری و مذہبی جدوجہد**

کربلا کی جنگ اور حضرت امام حسینؓ کی شہادت اسلامی تاریخ کا ایک اہم واقعہ ہے جس کے بعد کی فکری اور مذہبی جدوجہد نے ایک نئی سمت اختیار کی۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے صرف سیاسی اور سماجی نظاموں پر اثر نہیں ڈالا بلکہ اس کے ذریعے ایک فکری اور مذہبی تحریک کا آغاز ہوا جس نے نہ صرف مسلمانوں کی سوچ کو بدل دیا بلکہ ان کے ایمان، شریعت اور اخلاقی اقدار پر بھی گہرا اثر ڈالا۔ کربلا کے بعد کی جدوجہد نے ایک نئی فکری تحریک کو جنم دیا، جس نے اسلامی معاشرت میں اصلاحات کی ضرورت اور دین کے اصولوں کو قائم رکھنے کی اہمیت کو اجاگر کیا۔

- **کربلا کے بعد کی فکری تحریک**

کربلا کے بعد حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے مسلمانوں کو یہ سوچنے پر مجبور کیا کہ اسلام میں حکومت کا مقصد صرف اقتدار کا حصول نہیں، بلکہ عوام کی فلاح، عدل و انصاف اور اسلامی اصولوں کا نفاذ ہونا چاہیے۔ اس فکری تحریک نے اسلامی معاشرت میں خلافت کے صحیح اصولوں کو سمجھنے کی ضرورت کو اجاگر کیا۔ حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے اسلامی سیاست اور حکومتی نظام پر ایک سوالیہ نشان کھڑا کیا اور اس کے بعد کی فکری جدوجہد نے خلافت کو ایک امانت کے طور پر دیکھا، جس میں حکمرانوں کے لیے اسلام کے اصولوں کی پیروی کرنا ضروری تھا۔

کربلا کے بعد کی فکری جدوجہد میں، حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے جابرانہ حکمرانی کے خلاف ایک علمی اور فکری مزاحمت کی تحریک کو جنم دیا۔ اس تحریک نے اسلامی ریاست کی بنیادوں کو نئے سرے سے سمجھا اور اس بات کو واضح کیا کہ خلافت کا اصل مقصد عوامی فلاح اور عدل کا قیام ہے، نہ کہ کسی فرد یا خاندان کے مفادات کا تحفظ۔

- **مذہبی تشریح اور شریعت کی حفاظت**

کربلا کے بعد، حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے مسلمانوں میں شریعت کے تحفظ کی اہمیت کو دوبارہ اجاگر کیا۔ یزید کی حکومت کے دوران اسلامی اصولوں کی پامالی ہو رہی تھی، اور حضرت امام حسینؓ نے اپنی قربانی سے اس بات کو واضح کیا کہ شریعت کا اصل مقصد انصاف،

انسانیت اور اسلامی اخلاقی اصولوں کو قائم رکھنا ہے۔ حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بعد مسلمانوں نے شریعت کی حقیقت کو سمجھا اور اس کی حفاظت کے لیے فکری طور پر زیادہ بیدار ہوئے۔

اس کے نتیجے میں، علماء اور مفکرین نے اسلامی فقہ اور اصولوں پر نئے سرے سے غور کرنا شروع کیاتاکہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ مسلمانوں کے معاشرتی، سیاسی اور مذہبی زندگی میں شریعت کی روح کو برقرار رکھا جائے۔ یہ فکری جدوجہد اسلامی معاشرے میں ایک نئی مذہبی بصیرت کی شکل میں سامنے آئی، جس کا مقصد اسلامی اصولوں کی حفاظت تھا۔

- **اہل بیت کے تقدس کا اجاگر ہونا**

کربلا کے بعد کی فکری جدوجہد میں اہل بیت کے تقدس کو بھی نمایاں کیا گیا۔ حضرت امام حسینؑ کی قربانی نے اہل بیت کی اہمیت اور ان کی تعلیمات کو اجاگر کیا، اور اس کے نتیجے میں اہل بیت کی محبت اور ان کے پیغامات کو مسلمانوں کی مذہبی زندگی میں ایک نیا مقام ملا۔ اہل بیت کی قربانی اور ان کے کردار کو ایک فکری تحریک کے طور پر پیش کیا گیا، جس نے اسلامی معاشرت میں محبت، ایثار اور قربانی کے اصولوں کو تقویت دی۔

اس فکری جدوجہد میں اہل بیت کے علم، فہم اور کردار کو اسلامی تاریخ میں ایک اہم مقام دیا گیا اور ان کی تعلیمات کو مسلمانوں کے لیے ایک رہنمائی کا ذریعہ سمجھا گیا۔ اہل بیت کے بارے میں مختلف مکاتب فکر نے مشترکہ طور پر اس بات پر زور دیا کہ ان کا کردار اسلامی معاشرت میں ایک روشن نمونہ ہے اور ان کی قربانیوں کو کسی بھی صورت فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

- **تصوف اور روحانیت میں اضافہ**

کربلا کے بعد کی فکری جدوجہد میں تصوف اور روحانیت کی اہمیت بھی بڑھ گئی۔ حضرت امام حسینؑ کی قربانی نے اسلامی تصوف کو ایک نئی روح عطا کی، اور مسلمانوں نے دین کی روحانی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کی۔حضرت امام حسینؑ کی قربانی نے یہ سکھایا کہ دنیا کی فانی اشیاء سے بڑھ کر ایمان، سچائی اور اخلاقی اقدار کی پیروی کرنا زیادہ اہم ہے۔

یہ روحانی جدوجہد اور تصوف کا اثر مسلمانوں کی عبادات، اخلاقی زندگی اور دین کی گہرائی میں اضافے کا باعث بنا۔ حضرت امام حسینؑ کی قربانی نے تصوف کے دروازے کو کھولا، جہاں انسان کو صرف ظاہری عبادات تک محدود نہیں رہنا تھا بلکہ اس کی روحانی حالت کو بھی بہتر بنانا تھا۔

- عالمی سطح پر اثرات اور تحریکیں

کربلا کے بعد کی فکری و مذہبی جدوجہد نے دنیا بھر میں اسلام کی تشریح اور مسلمانوں کے عقیدے پر اثر ڈالا۔ حضرت امام حسینؑ کی قربانی نے نہ صرف مسلمانوں میں بیداری پیدا کی بلکہ اس کے اثرات عالمی سطح پر بھی محسوس ہوئے۔ مہاتما گاندھی، نیلسن منڈیلا اور دیگر عالمی رہنماؤں نے حضرت امام حسینؑ کے کردار کو اپنی تحریکوں کا حصہ بنایا اور ظلم کے خلاف قیام کے اصولوں کو اپنایا۔ اس کے نتیجے میں کربلا کے واقعے کو ایک عالمی علامت کی حیثیت حاصل ہوئی۔

- نتیجہ

کربلا کی جنگ اور حضرت امام حسینؑ کی قربانی نے مسلمانوں میں فکری اور مذہبی جدوجہد کی نئی راہیں کھولیں۔ حضرت امام حسینؑ کی قربانی نے دینِ اسلام کی روح کو برقرار رکھا اور اس کے اصولوں کی حفاظت کے لیے فکری جدوجہد کی بنیاد رکھی۔ اس جدوجہد نے اسلامی معاشرت میں اصلاحات کی ضرورت کو اجاگر کیا اور مسلمانوں کو یہ سکھایا کہ جب تک شریعت اور اسلامی اصولوں کا احترام نہیں کیا جائے گا، اس وقت تک ظلم و جبر کے خلاف اٹھنا ضروری ہے۔ کربلا کے بعد کی فکری جدوجہد نے ایک نئی اسلامی بصیرت کو جنم دیا جو آج بھی مسلمانوں کی زندگی میں رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

امام حسینؓ کی جدوجہد کا تنقیدی جائزہ

- ۵.۱ حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد کی سچائی اور اس کی ہم آہنگی
  - حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد کی حقیقت اور ان کے فلسفے کا تنقیدی جائزہ
  - حضرت امام حسینؓ کے سیاسی نظریات کا موجودہ حالات میں جائزہ

- ۵.۲ حضرت امام حسینؓ کے موقف کی فکری و نظریاتی اہمیت
  - حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد اور اسلامی سیاسی نظام
  - حضرت امام حسینؓ کی قربانی اور اس کی سیاسی و مذہبی اہمیت

باب پنجم: حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد کا تنقیدی جائزہ

اس باب میں حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد کو تنقیدی زاویے سے پرکھا جائے گا تاکہ ان کی تحریک کی حقیقت، فلسفہ، اور اصولوں کی ہم آہنگی کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے۔ حضرت امام حسینؓ کی سیاسی نظریات اور ان کی جدوجہد کے نتائج کا موجودہ حالات کے تناظر میں جائزہ لیا جائے گا، تاکہ ان کی قربانی اور تحریک کی فکری و نظریاتی اہمیت کو واضح کیا جا سکے۔ اس باب کا مقصد حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد کی حقیقت کو سمجھنا اور اس کے فلسفیاتی پہلوؤں پر روشنی ڈالنا ہے۔

- ## ۵.۱ حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد کی سچائی اور اس کی ہم آہنگی

حضرت امام حسینؓ کی قربانی اور جدوجہد نہ صرف دینی بلکہ سیاسی اور سماجی میدانوں میں بھی بے پناہ اہمیت رکھتی ہے۔ ان کا قیام ظلم و جبر کے خلاف، عدل و انصاف کے قیام اور اسلامی اصولوں کی حفاظت کے لیے تھا۔

- ### حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد کی حقیقت اور ان کے فلسفے کا تنقیدی جائزہ

  - #### حق و باطل کی کشمکش کا محور

حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد کا بنیادی مقصد حق و باطل کی واضح تفریق کرنا تھا۔ یزید کی حکمرانی اسلامی اصولوں سے متصادم تھی، اور حضرت امام حسینؓ نے اس خطرے کو بھانپتے ہوئے اپنے قیام کا اعلان کیا۔ ان کے مشہور قول: " میرے جیسا شخص یزید جیسے شخص کی بیعت نہیں کر سکتا " (الطبقات الکبری) نے ان کے اصولی موقف کی وضاحت کی کہ قیادت کے لیے دین، عدل، اور شریعت کی پاسداری بنیادی شرائط ہیں۔

  - #### اسلامی اصولوں کے تحفظ کی کوشش

حضرت امام حسینؓ کی قربانی اسلامی اقدار، عدل و انصاف، اور شریعت کے اصولوں کو زندہ رکھنے کی کوشش تھی۔ ان کی جدوجہد قرآن کریم کے اس حکم کی عملی تصویر تھی:

یعنی نیکی اور تقویٰ پر تعاون کرو اور گناہ و سرکشی پر تعاون نہ کرو۔ (المائدہ: 2)

- **شہادت کا فلسفہ**

حضرت امام حسینؓ کی قربانی شہادت کے فلسفے کی ایک بے مثال تشریح ہے۔ ان کا موقف یہ تھا کہ حق کے قیام کے لیے جان دینا نہ صرف فرض بلکہ سب سے بڑا عمل ہے۔ ان کی قربانی نے ظلم و جبر کے خلاف جدوجہد کرنے والوں کو حوصلہ اور عزم عطا کیا۔

- **حضرت امام حسینؓ کے سیاسی نظریات کا موجودہ حالات میں جائزہ**

  - **یزید کی حکومت اور سیاسی بدعنوانی**

یزید کی حکمرانی وراثتی نظام پر قائم تھی، جو اسلامی سیاسی نظام کی بنیادوں کے خلاف تھی۔ حضرت امام حسینؓ نے اس کے خلاف قیام کر کے واضح کیا کہ حکومت کی بنیاد عدل، دیانت، اور عوامی خدمت پر ہونی چاہیے۔

  - **جدید جمہوریت اور حضرت امام حسینؓ کے اصول**

حضرت امام حسینؓ کے نظریات جدید جمہوری اصولوں کے لیے مشعل راہ ہیں۔ ان کی جدوجہد قیادت میں دیانت، عوامی مشاورت، اور سماجی انصاف کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے۔ موجودہ اسلامی ممالک میں ان کے اصول قیادت اور حکمرانی کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے رہنمائی فراہم کر سکتے ہیں۔

  - **ظلم کے خلاف بیداری کا پیغام**

حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد اس بات کا درس دیتی ہے کہ ظلم کے خلاف خاموشی اسلام کے اصولوں کے خلاف ہے۔ ان کا پیغام انسانی حقوق، سماجی انصاف، اور ظالمانہ حکومتوں کے خلاف عوامی بیداری کے لیے ایک عالمگیر تحریک کا حصہ بن چکا ہے۔

- **۵.۲ حضرت امام حسینؑ کے موقف کی فکری و نظریاتی اہمیت**

  - **حضرت امام حسینؑ کی جدوجہد اور اسلامی سیاسی نظام**

    - **اسلامی نظام کی بقا**

حضرت امام حسینؑ نے اسلامی سیاسی نظام کو یزیدی جبر سے محفوظ رکھنے کے لیے اپنی جان قربان کی۔ ان کے اصول یہ تھے:

1. قیادت میں شوریٰ کا نفاذ۔
2. حکمرانوں کے لیے عدل و انصاف کا پیمانہ۔
3. عوام کے بنیادی حقوق کا تحفظ۔

    - **اسلامی اصولوں کی عملی تصویر**

حضرت امام حسینؑ کا قیام اسلامی سیاسی نظام کے نظریاتی اصولوں جیسے عدل، مساوات، اور شفافیت کی زندہ مثال ہے۔

    - **شہادت کے ذریعے سیاسی اصلاح**

حضرت امام حسینؑ کی شہادت نے ثابت کیا کہ جب حکومت ظلم اور دین کے اصولوں سے انحراف پر اتر آئے، تو اس کے خلاف قیام کرنا ایک دینی فریضہ بن جاتا ہے۔

- **حضرت امام حسینؓ کی قربانی اور اس کی سیاسی و مذہبی اہمیت**

  - **مذہبی اہمیت**

حضرت امام حسینؓ کی قربانی اسلامی تاریخ میں حق و باطل کی جدوجہد کی سب سے عظیم مثال ہے۔ ان کا اقدام امت مسلمہ کے لیے حق کی پاسداری اور ظلم کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کا درس ہے۔

  - **سیاسی اہمیت**

حضرت امام حسینؓ کی شہادت نے اسلامی دنیا میں سیاسی شعور کو جنم دیا۔ ان کا پیغام یہ تھا کہ حکمران دین کے اصولوں کے پابند ہوں اور عدل و انصاف کے علمبردار بنیں۔

  - **بین الاقوامی اثرات**

حضرت امام حسینؓ کی قربانی دنیا بھر میں آزادی کی تحریکوں کے لیے ایک مثال بن گئی۔ انہوں نے مظلوموں کو اپنی جدوجہد جاری رکھنے کا حوصلہ دیا اور ظالموں کے خلاف کھڑے ہونے کی طاقت بخشی۔

- **نتیجہ**

حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد نے انسانی تاریخ میں حق، عدل، اور انصاف کی تلاش کا ایک روشن باب رقم کیا۔ ان کی قربانی نے نہ صرف اسلامی اقدار کو زندہ رکھا بلکہ ظلم کے خلاف جدوجہد کو ایک عالمگیر پیغام دیا۔ ان کے اصول آج بھی اسلامی قیادت اور سیاسی اصلاح کے لیے مشعل راہ ہیں۔

حوالہ جات:

1. ابن سعد، الطبقات الکبری، 4:269۔

2. قرآن، المائدہ: 2۔

نتیجہ اور سفارشات

- ٦.١ حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد کا موجودہ دور میں اثر
    - حضرت امام حسینؓ کے اصول اور آج کے اسلامی معاشروں پر ان کا اثر
    - اسلامی سیاسی نظام کی موجودہ حالت اور حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد کی روشنی میں تجزیہ

- ٦.٢ تحقیق سے حاصل ہونے والے نتائج
    - حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد کا مقصد اور اس کا حقیقت پر اثر
    - اسلامی سیاسی نظام کی بقا اور حضرت امام حسینؓ کے کردار کا تجزیہ

- ٦.٣ سفارشات اور آئندہ تحقیق کے امکانات
    - حضرت امام حسینؓ کی سیاسی جدوجہد پر مزید تحقیق کے امکانات
    - اسلامی سیاسی نظام کو آج کے دور میں نافذ کرنے کی حکمت عملی

باب ششم: نتیجہ اور سفارشات

اس باب میں حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد کے اثرات، تحقیق سے حاصل شدہ نتائج، اور اسلامی سیاسی نظام کے نفاذ کے لیے سفارشات کا جامع جائزہ لیا جائے گا۔ یہ باب تحقیق کے اختتامیہ کے طور پر تمام پہلوؤں کو سمیٹتے ہوئے آئندہ تحقیق کے لیے نئے امکانات کی نشاندہی کرے گا۔

- **۶.۱ حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد کا موجودہ دور میں اثر**

  - **حضرت امام حسینؓ کے اصول اور آج کے اسلامی معاشروں پر ان کا اثر**

    - **عدل و انصاف کی تحریک**

حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد اسلامی معاشروں میں عدل و انصاف کے قیام کے لیے ایک ناقابلِ فراموش مثال ہے۔ آپ کے اصول:

1. ظلم کے خلاف مزاحمت: حضرت امام حسینؓ کی قربانی نے مظلوموں کو یہ سکھایا کہ ظلم کے خلاف خاموشی اسلام کے اصولوں سے متصادم ہے۔
2. اسلامی حکمرانی کی بنیادیں: ان کی جدوجہد اسلامی سیاسی نظام میں عدل، مساوات، اور عوامی خدمت کے اصول اپنانے کی ضرورت کو واضح کرتی ہے۔

    - **عالمی بیداری کا ذریعہ**

حضرت امام حسینؓ کی قربانی انسانی تاریخ میں ایک اخلاقی معیار کے طور پر زندہ ہے:

1. بین الاقوامی جدوجہد: دنیا بھر میں آزادی اور انسانی حقوق کی تحریکوں نے حضرت امام حسینؓ کے اصولوں سے متاثر ہو کر ظلم کے خلاف جدوجہد کی۔

2. اسلامی معاشروں سے باہر اثرات: آپ کی جدوجہد نے دیگر مذاہب اور نظریات کو بھی حق اور انصاف کے لیے لڑنے کی ترغیب دی۔

- **اسلامی قیادت کے اصول**

حضرت امام حسینؓ کی قربانی موجودہ دور کی قیادت کے لیے ایک یاد دہانی ہے کہ:

1. قیادت دیانت، شفافیت، اور عوام کی خدمت پر مبنی ہونی چاہیے۔
2. حکمران خود کو شریعت کے اصولوں اور عوامی فلاح و بہبود کا پابند سمجھیں۔

- **اسلامی سیاسی نظام کی موجودہ حالت اور حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد کی روشنی میں تجزیہ**

- **موجودہ چیلنجز**

موجودہ اسلامی معاشروں میں سیاسی نظام کئی مسائل کا شکار ہے، جیسے:

- وراثتی سیاست کا غلبہ۔
- عوامی حقوق کی پامالی۔
- عدل و انصاف کی کمی۔

- **حضرت امام حسینؓ کا ماڈل بطور رہنما**

حضرت امام حسینؓ کا ماڈل اسلامی سیاسی نظام کو درست سمت میں گامزن کرنے کے لیے مشعل راہ ہے:

- شوریٰ کا نفاذ: قیادت کا انتخاب عوامی مشورے اور اتفاقِ رائے سے ہو۔
- شفافیت: حکومتی امور میں شفافیت اور دیانتداری کو یقینی بنایا جائے۔
- عوامی حقوق کا تحفظ: حکومت عوام کے حقوق کی ضامن ہو۔

- **اصلاح کا راستہ**

حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد یہ درس دیتی ہے کہ:

- قیادت کو عدل و انصاف پر مبنی پالیسیوں کو اپنانا چاہیے۔
- ظلم کے خلاف جدوجہد نہ صرف ایک اخلاقی فرض ہے بلکہ ایک دینی تقاضا بھی۔

- **۶.۲ تحقیق سے حاصل ہونے والے نتائج**

- **حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد کا مقصد اور اس کا حقیقت پر اثر**

- **اسلامی اقدار کا تحفظ**

حضرت امام حسینؓ کی قربانی اسلامی اقدار کے تحفظ کے لیے تھی:

- دین اسلام کی بقا: آپ نے دین کو بگاڑ سے محفوظ رکھنے کے لیے اپنی جان قربان کی۔
- ظلم و جبر کے خلاف پیغام: ان کی جدوجہد مظلوموں کے لیے طاقت اور امید کی علامت بن گئی۔

- **سیاسی اصلاح کا راستہ**

حضرت امام حسینؓ نے اپنی قربانی کے ذریعے اسلامی سیاسی نظام کی اصلاح کا ایک واضح راستہ پیش کیا:

- اسلامی قیادت عدل و انصاف پر مبنی ہونی چاہیے۔
- حکمرانوں کو دین کے اصولوں کا پابند ہونا لازم ہے۔

- **عالمی تحریکات پر اثر**

آپ کی قربانی نہ صرف مسلم دنیا بلکہ غیر مسلم اقوام کے لیے بھی ایک روشن مثال ہے:

- مظلوم اقوام نے آپ کے اصولوں کو ظلم کے خلاف جدوجہد کے لیے اپنایا۔
- آزادی اور مساوات کی تحریکات امام حسینؓ کے اصولوں سے متاثر ہو کر آگے بڑھیں۔

- **اسلامی سیاسی نظام کی بقا اور حضرت امام حسینؑ کے کردار کا تجزیہ**

- **اسلامی اصولوں کی بقا**

حضرت امام حسینؑ کی قربانی نے اسلامی سیاسی نظام کے اہم اصولوں کو زندہ رکھا:

  - عدل۔
  - مساوات۔
  - شوریٰ۔

- **قیادت کا معیار**

آپ نے اسلامی قیادت کے لیے اخلاقی معیار قائم کیا، جس کا مرکز شریعت اور عوامی فلاح ہے۔

- ۶.۳ سفارشات اور ائندہ تحقیق کے امکانات

- حضرت امام حسینؓ کی سیاسی جدوجہد پر مزید تحقیق کے امکانات

- بین المذاہب مکالمہ

آپ کی جدوجہد پر تحقیق مختلف مذاہب کے درمیان مکالمے کو فروغ دے سکتی ہے:

ظلم کے خلاف مزاحمت کو عالمگیر اصول کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔

- معاشرتی اصلاحات پر تحقیق

حضرت امام حسینؓ کے اصولوں کو جدید سماجی انصاف، انسانی حقوق، اور قیادت کے دیانت دارانہ تقاضوں کے زاویے سے مزید پرکھا جا سکتا ہے۔

- سیاسی فلسفے کا تقابلی جائزہ

حضرت امام حسینؓ کے سیاسی فلسفے کا تقابلی جائزہ لینے سے:

اسلامی سیاسی نظام اور مغربی جمہوریت یا دیگر سیاسی نظاموں کے مابین فرق اور ہم آہنگی کو بہتر انداز میں سمجھا جا سکتا ہے۔

▪ اسلامی سیاسی نظام کو آج کے دور میں نافذ کرنے کی حکمت عملی

- **تعلیمی نصاب میں شمولیت**

حضرت امام حسینؓ کے اصولوں کو تعلیمی نصاب کا حصہ بنایا جائے، تاکہ نئی نسل کو ان کی قربانی اور جدوجہد سے روشناس کرایا جا سکے۔

- **قیادت کی تربیت**

سیاسی قائدین کے لیے حضرت امام حسینؓ کے اصولوں پر مبنی تربیتی پروگرام متعارف کرائے جائیں۔

- **عوامی شعور کی بیداری**

عوام کو ان کے سیاسی اور مذہبی حقوق کے بارے میں آگاہ کیا جائے، تاکہ وہ ظلم اور بدعنوانی کے خلاف کھڑے ہو سکیں۔

- **اسلامی اصولوں کا جدید اطلاق**

اسلامی سیاسی نظام کو جدید دور کے تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ کیا جائے، مگر بنیادی اصول عدل، شوریٰ، اور شفافیت کو برقرار رکھا جائے۔

- **نتیجہ**

حضرت امام حسینؓ کی جدوجہد اسلامی تاریخ کا وہ باب ہے، جو حق و باطل کی تفریق، عدل و انصاف کی اہمیت، اور ظلم کے خلاف مزاحمت کا درس دیتا ہے۔ آپ کی قربانی نے اسلامی سیاسی نظام کے اصولوں کو نہ صرف محفوظ رکھا بلکہ ان کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ اگر ان اصولوں کو موجودہ دور میں نافذ کیا جائے تو اسلامی دنیا میں سیاسی اور سماجی اصلاحات ممکن ہیں۔ امام حسینؓ کی قربانی صرف ایک تاریخی واقعہ نہیں، بلکہ ایک دائمی سبق ہے، جو قیادت اور عوام دونوں کو حق پرستی کی راہ دکھاتا ہے۔

کتابیات

قرآن مجید:

1. آل عمران، 159.
2. النساء، 58.
3. الأنفال، 58.
4. یوسف، 40.
5. الحدید، 25.
6. المائدہ، 45.
7. البقرہ، 190.
8. الصف، 4.
9. النور، 55.
10. ہود، 113.
11. الشوریٰ، 38.
12. الإسراء، 81.
13. المائدہ، 2.
14. المائدہ، 48.

حدیث:

1. بخاری، حدیث 2957.
2. مسلم، حدیث 1821
3. بخاری، حدیث 893.
4. مسلم، حدیث 1820.

5. مسلم، حدیث 1709.
6. جامع ترمذی، حدیث 3768.
7. مسند احمد، حدیث 58.
8. صحیح مسلم، حدیث نمبر 24، کتاب الجہاد.
9. سنن نسائی، کتاب البیعہ، حدیث: 4209.

تاریخ و سیرت کی کتابیں:

1. امام طبری، تاریخ طبری (جلد 5، ص. 237).
2. ابن قتیبہ، الامامۃ والسیاسۃ (جلد 1، ص. 134).
3. ابن اثیر، الکامل فی التاریخ (جلد 3، ص. 488).
4. یعقوبی، تاریخ یعقوبی (جلد 2، ص. 219).
5. ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (جلد 8، ص. 106).
6. ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون (جلد 2، ص. 345).
7. امام طبری، تاریخ طبری (جلد 5، ص. 242).
8. ابن اثیر، الکامل فی التاریخ (جلد 4، ص. 15).
9. ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (جلد 8، ص. 75).
10. ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون (جلد 2، ص. 380).
11. ابن عساکر، تاریخ دمشق (جلد 14، ص. 242).
12. ابن سعد، الطبقات الکبریٰ (جلد 3، ص. 180).
13. ابن اثیر، الکامل فی التاریخ (جلد 4، ص. 50).
14. ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون (جلد 2، ص. 370).
15. ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (جلد 8، ص. 190).
16. امام طبری، تاریخ طبری (جلد 5، ص. 112).
17. ابن سعد، الطبقات الکبری (جلد 4، ص. 269).
18. امام طبری, تاریخ طبری، (ج 5، ص 403).

مفکرین اور مصلحین کی تحریریں:

1. امام غزالی، احیاء علوم الدین (جلد 2، ص. 340).
2. شبلی نعمانی، الفاروق (جلد 2، ص. 228).
3. علامہ اقبال، خطبات اقبال (ص. 120).
4. ایڈورڈ گبن، Decline and Fall of the Roman Empire،
   ج 5، باب 50.
5. ایم کے گاندھی، Young India، 1924.
6. بلاذری، انساب الاشراف (ص 412).
7. ابن عبدالبر، الاستیعاب (ص 59).

دیگر مصادر:

1. بحار الانوار، (ج 44، ص 329)
2. نہج البلاغہ، (خطبہ 4)